تنظیم اسلامی کا ترجمان

27

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

6 تا 12 ذوالقعدہ 1440ھ/ 9 تا 15 جولائی 2019ء

انقلاب کا آخری مرحلہ

اقدام کے بعد چھٹا اور آخری مرحلہ براہِ راست تصادم کا ہوگا۔ یعنی موجودہ نظام اور اس کے محافظوں کے ساتھ انقلابی کارکنوں کا باقاعدہ جسمانی تصادم ہوگا۔ کیونکہ جب آپ نے Active Resistance شروع کردی ہے تو گویا آپ نے پورے سسٹم کو براہِ راست چیلنج کردیا ہے' لہٰذا اب موجودہ استحصالی نظام انقلابی تحریک کے کارکنوں کو مکمل طور پر کچلنے کے لیے اقدام کرے گا۔ اس مرحلے پر انقلابی تحریک کا امتحان ہو گا۔ اگر تحریک نے انقلاب کے لیے تیاری ٹھیک طور سے کی تھی' کارکنوں کی تنظیم و تربیت درست نہج پر کی گئی تھی' صحیح وقت پر اقدام کا فیصلہ کیا تھا تو یہ تحریک کامیاب ہو جائے گی۔ اور اگر تیاری کے بغیر ہی اقدام کر دیا' ابھی نہ تو انقلابی کارکنوں کی معتد بہ تعداد موجود تھی' نہ ابھی ان کی تربیت تھی' نہ وہ listen and obey کے خوگر تھے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ تحریک ناکام ہو جائے گی۔ گویا تصادم کے اس مرحلے کے بعد تو تخت یا تختہ والی بات ہوگی' کوئی درمیانی بات نہیں ہوگی۔

رسولِ انقلابﷺ کا طریقِ انقلاب
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

اداریہ
مشتری ہوشیار باش!

والدین کے حقوق

عالمی سطح پر نئی صف بندیاں

شب گریزاں ہوگی آخر......

مقامِ صحابہؓ: قرآن وحدیث کی روشنی میں

مسلمان کے حقوق

قرآن سے ہدایت وہی حاصل کر سکتا ہے جسے اللہ سمجھ دے

الھدیٰ (860)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ الحَجّ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:16 تا 8

وَكَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يُّرِيۡدُ۝ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَالصّٰبِـِٕيۡنَ وَالنَّصٰرٰى وَالۡمَجُوۡسَ وَالَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡۤا ۖۗ اِنَّ اللّٰهَ يَفۡصِلُ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ۝ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسۡجُدُ لَهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ وَالشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ وَالنُّجُوۡمُ وَالۡجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيۡرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيۡرٌ حَقَّ عَلَيۡهِ الۡعَذَابُ ؕ وَمَنۡ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ مُّكۡرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفۡعَلُ مَا يَشَآءُ ۝

آیت ۱۶ ﴿وَكَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يُّرِيۡدُ ۝۱۶﴾ ’’اور اسی طرح ہم نے نازل کیا ہے اس (قرآن) کو روشن نشانیوں کی شکل میں‘ اور یہ کہ اللہ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔‘‘

آیت ۱۷ ﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَالصّٰبِـِٕيۡنَ وَالنَّصٰرٰى وَالۡمَجُوۡسَ وَالَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡۤا ۖۗ﴾ ’’یقیناً وہ لوگ جو (محمد ﷺ پر) ایمان لائے ہیں اور جو یہودی‘ مجوسی اور عیسائی ہیں‘ اور جن لوگوں نے شرک کی روش اختیار کی ہے‘‘

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَفۡصِلُ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ۝۱۷﴾ ’’یقیناً اللہ فیصلہ کرے گا ان کے مابین قیامت کے دن۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔‘‘

یعنی ہر چیز اور ہر انسان کے دل کی کیفیت اُس کی نگاہوں کے سامنے ہے۔

آیت ۱۸ ﴿اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسۡجُدُ لَهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ﴾ ’’کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ کے سامنے سربسجود ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں‘‘

﴿وَالشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ وَالنُّجُوۡمُ وَالۡجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيۡرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ﴾ ’’اور سورج‘ چاند‘ ستارے‘ پہاڑ‘ درخت اور چوپائے اور لوگوں میں سے بھی بہت سارے۔‘‘

انسانوں کے علاوہ باقی تمام مخلوقات ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی میں مصروفِ عمل ہیں۔ انسانوں میں کچھ لوگ اللہ سے بغاوت کر دیتے ہیں اور دوسری چیزوں مثلاً سورج‘ چاند اور درختوں تک کی پرستش شروع کر دیتے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو ہدایت عطا فرماتا ہے وہ صرف اسی کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں۔

﴿وَكَثِيۡرٌ حَقَّ عَلَيۡهِ الۡعَذَابُ ؕ﴾ ’’اور بہت سے (انسان) ایسے ہیں جو عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔‘‘

﴿وَمَنۡ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ مُّكۡرِمٍ ؕ﴾ ’’اور جس کو اللہ ہی رسوا کر دے پھر اسے عزت دینے والا کوئی نہیں۔‘‘

اللہ نے تو انسان کو ’’خلیفۃ اللّٰہ فی الارض‘‘ کا مقام عطا کیا تھا‘ اسے مسجودِ ملائک بنایا تھا۔ اب اگر کوئی انسان اپنے آپ کو خود ہی اس مقامِ رفیع سے نیچے گرا دے اور مخلوق کے سامنے اپنا سر جھکا کر خود کو ذلیل و رسوا کر لے تو اسے تکریمِ انسانی کیونکر حاصل ہو گی!

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَفۡعَلُ مَا يَشَآءُ ۝۱۸﴾ ’’یقیناً اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔‘‘

فرمان نبوی

شرک ناقابل معافی جرم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَأَدّٰى زَكَاةَ مَالِهِ طَيِّبًا بِهَا نَفْسُهُ مُحْتَسِبًا وَسَمِعَ وَأَطَاعَ فَلَهُ الْجَنَّةُ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَخَمْسٌ لَيْسَ لَهُنَّ كَفَّارَةٌ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَتْلُ النَّفْسِ بِغَيْرِ حَقٍّ أَوْ نَهْبُ مُؤْمِنٍ أَوْ الْفِرَارُ يَوْمَ الزَّحْفِ أَوْ يَمِينٌ صَابِرَةٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالًا بِغَيْرِ حَقٍّ)) (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، اپنے مال کی زکوٰۃ دل کی خوشی سے اور ثواب کی نیت سے ادا کرتا ہو اور بات سن کر مانتا ہو وہ جنت میں داخل ہو گا اور پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کا کوئی کفارہ نہیں۔ اللہ کے ساتھ شرک، ناحق کسی کو قتل کرنا، کسی مسلمان پر بہتان باندھنا، میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنا اور جھوٹی قسم کھانا جس سے دوسرے کا مال ناحق حاصل کر لیا جائے۔‘‘

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشتری ہوشیار باش!

امریکہ اور پاکستان کے تعلقات کی داستان تقسیم ہند سے قبل کی ہے۔ دوسری عالمی جنگ کے خاتمے پر دو عالمی قوتیں اُبھر کر سامنے آئیں ایک امریکہ جس نے برطانیہ کو پیچھے دھکیل کر یہ اعزاز حاصل کیا تھا اور سرمایہ دارانہ نظام اُس کی قوت کی بنیاد تھی۔ دوسری عالمی قوت سوویت یونین تھی جو 1917ء میں بالشویک انقلاب کے بعد سرمایہ دارانہ نظام کی مخالفت اور کمیونزم کے فلسفہ کو اپنا کر امریکہ کا سامنا کر رہی تھی۔ تقسیم ہند پر تحقیق سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ انگریز پر داخلی طور پر مسلمانانِ ہند یا مسلم لیگ کا قیام پاکستان کے لیے دباؤ تھا اور خارجی طور پر امریکہ ہندوستان کو ایک یونٹ کے طور پر نہیں دیکھنا چاہتا تھا اس لیے کہ یہاں کے ہندوؤں میں کمیونزم کے نظریہ کو قبولیت حاصل ہو رہی تھی۔

کانگریسی لیڈروں کی اکثریت خاص طور پر پنڈت نہرو کا خاندان سیکولر خیالات کا حامل تھا۔ امریکہ کو خطرہ لاحق ہوا کہ ہندوستان جو کہ ایک بہت بڑا ملک ہے اور سوویت یونین کے انتہائی قریب واقع ہے۔ یہ دونوں ممالک اگر مل گئے تو امریکہ کے خلاف ایک مضبوط بلاک وجود میں آ جائے گا۔ لہٰذا سوویت یونین جو ایک مذہب دشمن اور خدا بے زار ریاست ہے اور بھارت جو ایک سیکولر ریاست ہو گی، ان کے درمیان اگر کوئی مذہبی ریاست قائم ہو جائے تو ان دو قوتوں کے ملاپ کو روکا جا سکتا ہے۔ لہٰذا قیام پاکستان سے پہلے امریکہ کا ایک اعلیٰ سطحی وفد ہندوستان آیا اور اُس نے قائداعظم سے ملاقات کی اور پاکستان کے لیے اپنی حمایت کا یقین دلایا۔ قائداعظم نے بھی امریکی وفد کو یقین دہانی کرائی کہ پاکستان خطے میں امریکی مفادات کا تحفظ کرے گا۔ بعض لوگ اِس پر اعتراض کرتے ہیں کہ قائداعظم نے ہی پاکستان کو امریکہ کے ساتھ نتھی کرنے کی بنیاد رکھی تھی۔ لیکن اگر گہرائی سے اُس وقت کے حالات و واقعات کو سامنے رکھا جائے تو یہ کہے بغیر کوئی نہیں رہ سکے گا کہ خارجی تعلقات کے حوالے سے قائداعظم کے پاس سرے سے کوئی دوسرا آپشن تھا ہی نہیں۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ اسلام اور مذہب کی بنیاد پر ایک ملک حاصل کر کے مذہب بے زار اور خدا دشمن ریاست سے دوستی کر لی جائے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ اُس Bi-Polar دنیا میں ہمیں کسی ایک کے ساتھ تو جانا ہی تھا، اس لیے بھی کہ بھارت کسی طرح پاکستان کے وجود کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہو رہا تھا، لیکن اور یہ بہت بڑا لیکن ہے کہ بانیٔ پاکستان قائداعظم نے کوئی ایسا آرڈر یا فرمان تو جاری نہیں کیا تھا کہ آنے والے حکمران ہمیشہ کے لیے امریکہ کا دامن تھام لیں اور اپنے ملکی اور قومی مفادات کو تج کر کے اندھا دھند امریکی فرمودات پر عمل کریں۔ دوسرے الفاظ میں امریکہ کی غلامی اختیار کر لیں۔

یہ بات بھی اپنی جگہ پر درست ہے کہ پاکستان کے بننے کے بعد پہلی دہائی میں پاکستان نے امریکہ سے کچھ مفادات یقیناً حاصل کیے، خاص طور پر وہ امریکہ سے ایسا اسلحہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوا جس سے وہ بھارت کی جارحیت سے محفوظ رہا۔ بعدازاں امریکہ کا اصل چہرہ بے نقاب ہو گیا اور ہنری کسنجر کی وہ بات حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی کہ امریکہ جتنا خطرناک دوست کے لیے ہوتا ہے اتنا خطرناک دشمن

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

6 تا 12 ذوالقعدہ 1440ھ — جلد 28
9 تا 15 جولائی 2019ء — شمارہ 27

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کے لیے نہیں ہوتا، گویا گھر کے بھیدی نے لنکا ڈھائی۔ گزشتہ ساٹھ سال سے امریکی طرزِ عمل یہ ہے کہ پاکستان کو بوقتِ ضرورت استعمال کرو، وقت گزر جائے تو استعمال شدہ ٹشو پیپر کی طرح Dust Bin میں پھینک دو۔ امریکہ کے اس طرزِ عمل کی چند مثالیں قارئین کی نظر کرتے ہیں۔

پاکستان سیٹو سنٹو کا رکن تھا، امریکہ کا اتحادی تھا۔ پشاور کے ہوائی اڈے سے U2 کی اُڑان اور روس کی جاسوسی کے لیے تعاون کر کے پاکستان امریکہ سے دوستی کا حق ادا کر رہا تھا۔ روس نے پشاور کو ریڈ مارک کر دیا گویا ہم نے امریکہ کی محبت میں سپر پاور روس کی دشمنی مول لے لی۔ لیکن جب 1962ء میں بھارت نے چین سے جنگ کا ڈرامہ رچایا تو امریکہ نے پاکستان کے دشمن بھارت کو اسلحہ سے لاد دیا اور پاکستان کے احتجاج کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اِس دوران کشمیر سے بھارتی افواج نکل گئی تھیں پاکستان کے پاس سنہری موقعہ تھا کہ کشمیر میں فوجیں داخل کر دیتے۔ ہمیں کشمیر میں واک اوور مل سکتا تھا۔ چین نے اس پر پاکستان کو ترغیب بھی دی تھی لیکن امریکہ کی اس یقین دہانی پر کہ بھارت چین جنگ کے بعد وہ مسئلہ کشمیر حل کروا دے گا۔ ہم نے کچھ نہ کیا بعد میں امریکہ نے ہماری ایک نہ سنی۔

1965ء کی پاک بھارت جنگ میں اپنے اتحادی پاکستان کی مدد کرنے کی بجائے اسلحہ کی ترسیل پر پابندی لگا دی۔ 1971ء کی جنگ میں پاکستان کی حصے بخرے کرنے کی سازش میں امریکہ روس سے گٹھ جوڑ کر چکا تھا۔ یہ انکشاف بھی خود امریکیوں نے کیا ہے۔ سوویت یونین افغانستان میں داخل ہوا تو امریکہ کے دل میں پاکستان کی محبت پھر جاگ اُٹھی۔ سوویت یونین کی شکست و ریخت کے بعد پاکستان سے لاتعلقی اختیار کر لی۔ اِس جنگ کے نتیجہ میں امریکہ واحد سپریم پاور آف دی ورلڈ بن گیا اور پاکستان کے حصے میں افغان پناہ گزین، کلاشنکوف کلچر اور ہیروئن جیسا غلیظ نشہ آیا۔ نائن الیون کے بعد پاکستان کو پھر دوست بنایا۔ پاکستان کی فضائیں افغانستان میں فضائی کارروائیوں کے لیے بھرپور طور پر استعمال کیں۔ اپنی زمینی افواج کو ہر قسم کا ساز و سامان اور خوراک پہنچانے کے لیے پاکستان کو اپنی راہ گزر بنایا۔ پھر پاکستان پر ہی ڈرون حملے اور دہشت گردوں کی کھل کر مدد کرنا شروع کر دی۔ جنرل مشرف اور جنرل کیانی کے بعد پاکستان کے تعلقات امریکہ سے بگڑ گئے۔ اب ہماری فوج کو بھی کچھ عقل آ گئی اور امریکہ پاکستان تعلقات کشیدہ سے کشیدہ تر ہوتے چلے گئے۔

2018ء کے انتخابات درحقیقت انٹرنیشنل اسٹیبلشمنٹ اور پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ کے درمیان کھلا مقابلہ تھا۔ جو بہرحال پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ جیت گئی۔ عمران خان کے بارے میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ خواجہ ناظم الدین کے بعد وہ واحد وزیر اعظم ہیں۔ جو امریکہ کی مرضی کے خلاف پاکستان میں اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ امریکہ نے انتخابات سے پہلے عمران خان کے خلاف میڈیا میں زوردار مہم چلائی۔ امریکی اخبارات اور میگزین میں ایک سو پچاس کے قریب کالم لکھوائے گئے لیکن عالمی اسٹیبلشمنٹ کو پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ شکست دینے میں کامیاب ہو گئی اور مسلم لیگ (ن) قومی اسمبلی میں اکثریتی جماعت نہ بن سکی۔ ردِعمل میں امریکہ نے پاکستان کے خلاف گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا۔ پاکستان کی معیشت جو پہلے ہی لڑکھڑا رہی تھی اور دیوالیہ ہوتی نظر آ رہی تھی، اس پر اضافہ یہ ہوا کہ امریکہ نے معاشی طور پر پاکستان کا ناطقہ بند کرنا شروع کر دیا۔ خاص طور پر IMF کے ذریعے بازو زوردار طریقہ سے ٹوئسٹ کیا۔ ٹرمپ نے پاکستان کے حوالے سے نفرت انگیز ٹویٹ کیے۔ کوئی سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اختلافات کی یہ شدت کہاں تک پہنچے گی کہ اچانک امریکہ نے یوٹرن لیا۔ عمران خان کو نہ صرف امریکہ کے دورے کی سرکاری دعوت دی بلکہ بہت سی اُن دہشت گرد تنظیم کو جن کے بارے میں پاکستان شکایت کر رہا تھا کہ وہ بیرونی اشارے بلکہ بیرونی مدد سے پاکستان میں دہشت گردی کا ارتکاب کر رہی ہیں، اچانک امریکہ اتنا مہربان ہو گیا ہے کہ ان تنظیم کو خود دہشت گرد قرار دے دیا اور ان کے اثاثے ضبط کر لیے ہیں۔

امریکہ پاکستان تاریخ کا خلاصہ بیان کر کے ہم امریکہ کا سرکاری دورہ کرنے والے وزیر اعظم عمران خان کو بتانا چاہتے ہیں کہ حقیقت میں امریکہ پاکستان کا بدترین دشمن ہے۔ ہمیں یہ کہتے ہوئے باک محسوس نہیں ہوتی کہ امریکہ کسی طور پر بھی دشمنی میں بھارت سے کم نہیں ہے۔ یہ جو بیچ بیچ میں اُسے پاکستان سے محبت کا دورہ پڑتا ہے، وہ درحقیقت اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ہوتا ہے۔ محبت ہی کا جال پھیلا کر اُس نے ایوب خان کو شیشہ میں اُتارا تھا۔ اُن کا امریکہ کے سرکاری دورے پر ایسا شاندار استقبال ہوا کہ اگر جارج واشنگٹن قبر سے اُٹھ کر آ جائے تو اُس کا شاید ایسا استقبال نہ ہو۔ پھر نہ صرف پاکستان کے خلاف بہت کچھ کیا بلکہ ایوب خان کو بھی ذلیل و خوار کر کے اقتدار سے نکلوایا۔

ہم وزیر اعظم پاکستان سے کہنا چاہتے ہیں۔ مشتری ہشیار باش کہ اسی ماہ آپ کا عیار اور دوست مار قوم سے واسطہ پڑ رہا ہے۔ آپ کو سنہرے خواب دکھائے جائیں گے، تاحیات پاکستان کا حکمران بننے کا جھانسہ بھی دیا جائے گا۔ پاکستان کی زبردست مدد کی یقین دہانیاں بھی کرائی جائیں گی۔ جان رکھیں امریکہ حقیقی دوست ہمارے اُس دشمن کا ہے جس کی بغل میں چُھری ہوتی ہے اور وہ منہ سے رام رام کہہ رہا ہوتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ امریکہ کی دشمنی مول لی جائے لیکن اصرار کے ساتھ عرض کریں گے، مشتری ہشیار باش! اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

والدین کے حقوق

(سورۃ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں تنظیم اسلامی کے ناظم مالیات محترم اعجاز لطیف کے 28 جون 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراھیم

محترم قارئین! آج ہم سورۃ بنی اسرائیل کے تیسرے اور چوتھے رکوع کا مطالعہ شروع کررہے ہیں۔ یہ قرآن مجید کے اہم مقامات میں سے ایک ہے۔ اس لیے کہ اس میں اسلامی معاشرت کے بنیادی اصول بیان کیے گئے ہیں۔ اسلام معاشرے میں اپنے احکامات، اپنی معاشرتی اقدار کو پروموٹ کرتا ہے اور کچھ معاشرتی برائیوں کو جڑ سے ختم کرتا ہے۔ یہاں بھی ان دونوں چیزوں کا ذکر آئے گا۔ سورۃ بنی اسرائیل مکی دور کے بالکل آخر میں یعنی ہجرت سے تھوڑا عرصہ پہلے نازل ہوئی۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست کے بنیادی خدو خال تشکیل پانے والے تھے۔ لہٰذا اس سورت میں اس حوالے سے خاص راہنمائی ہے۔ خاص طور پر زیر مطالعہ دو رکوع قرآن کے ان تمام مقامات کی بڑی جامعیت کے ساتھ وضاحت کرتے ہیں جن میں اسلام کا معاشرتی نظام بیان ہوا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بقول قرآن کا یہ مقام تورات کے احکام عشرہ کا قرآنک ورژن ہے۔ یعنی تورات کے معاشرتی احکامات کا خلاصہ ہے۔ یہ وہ مقام ہے جس میں اسلامی ریاست کا سوشل مینی فسٹو بیان ہوا ہے۔ اس لحاظ سے قرآن کے اس مقام کا موضوع اسلام کا معاشرتی اور سماجی نظام ہے اور اس کا آغاز بھی توحید سے ہو رہا ہے۔ فرمایا:

﴿وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ﴾ ''اور فیصلہ کر دیا ہے آپؐ کے رب نے کہ مت عبادت کرو کسی کی سوائے اُس کے۔'' (بنی اسرائیل:23)

توحید محض ایک عقیدہ (dogma) نہیں بلکہ ایک پورے نظامِ فکر کی اساس اور بنیاد ہے۔ توحید سے ہی ایک صالح معاشرہ، عادلانہ معیشت اور پاکیزہ سیاست وجود میں آتی ہے۔ مشرکانہ عقائد کی وجہ سے افراد کے اندر خدا خوفی پیدا نہیں ہوتی اور معاشرے کی اصلاح ناممکن ہو جاتی ہے۔ لہٰذا زیر مطالعہ رکوع میں بھی پہلے توحید کا بیان ہے۔

عبادت کے دو لازمی اجزاء ہیں۔ یعنی اطاعت کلی اور محبت قلبی! ان دونوں کا حقیقی طور پر حقدار صرف اور صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہے۔ جیسے قرآن میں فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّـلّٰـهِ ۭ﴾ ''اور جو لوگ واقعتا صاحبِ ایمان ہوتے ہیں ان کی شدید ترین محبت اللہ کے ساتھ ہوتی ہے۔'' (البقرہ:165)

اس کے بعد اطاعت کُلی بھی اللہ کا حق ہے۔ اسی لیے قرآن میں بار بار ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ﴾ کے کلمات آئے:

آگے فرمایا:

﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ﴾ ''اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔'' (بنی اسرائیل:23)

اللہ کے حق کے بعد والدین کے حق کا ذکر کیا گیا۔ البتہ اس حوالے سے یہ جان لیجیے کہ ایک ہمارے صلبی والدین ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارا جسمانی وجود ہمیں بخشا ہے اور ایک ہمارے روحانی والدین ہیں اور وہ ہیں محمد رسول اللہ ﷺ اور اُمہات المومنینؓ۔ لہٰذا اطاعت اور محبت کے ذیل میں اللہ کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ اور امہات المومنینؓ کا مقام ہے۔ اکثر لوگ اس آیت کی تشریح میں یہ بھول جاتے ہیں۔ بے شک ہمارے صلبی والدین ہمارے دنیا میں آنے کا ذریعہ بنے لیکن جن کے ذریعے سے ہمیں ہدایت ملی، جن کے ذریعے سے اللہ نے ہمیں اس دنیا میں خیر اُمت میں شامل فرمایا' ان کو بھی نہیں بھولنا ہے۔ لہٰذا اللہ کے بعد ہمارے رسول ﷺ کا درجہ ہے۔ پھر اس کے بعد والدین کا درجہ ہے۔ والدین کے حقوق کے بیان میں یہ مقام قرآن مجید کا نکتہ عروج ہے۔ قرآن حکیم میں اس مقام کے علاوہ چار مقامات پر اللہ کے حق کے فوراً بعد والدین کے حق کا ذکر آیا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ اہم مضامین قرآن مجید میں دو یا دو سے زیادہ مرتبہ ضرور آتے ہیں۔ اس موضوع کی اہمیت کو نوٹ کریں کہ یہ مضمون قرآن مجید میں پانچ مرتبہ آیا ہے۔ یہاں ایک اور بات بھی واضح ہوگئی کہ حقوق العباد سے حقوق اللہ کا درجہ اوّل ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ حقوق اللہ کی کوئی بات نہیں ہے بس حقوق العباد ٹھیک ہونے چاہئیں یہاں ان کے اس باطل نظریے کی کلی طور پر نفی ہو رہی ہے۔ کیونکہ قرآن میں تو اللہ اپنا حق متعدد بار واضح کر چکا ہے، اس کے بعد والدین کے حقوق کا درجہ بتا رہا ہے۔ اب ظاہر ہے جسے حقوق اللہ کی پروا نہیں ہے اسے حقوق العباد کی بھی حقیقی معنوں میں کوئی پروا نہیں ہوتی۔ لہٰذا جس کا جو مقام ہے اس کے مطابق اللہ کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیے۔ لہٰذا سب سے پہلے حقوق اللہ کا مقام ہے۔ حقوق اللہ کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کی بندگی کی جائے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور کسی کو بھی وہ مقام نہ دیا جائے جو اللہ کا مقام ہے۔ یہ مضمون قرآن مجید میں مختلف پیرایوں میں تکرار کے ساتھ آیا ہے۔

اس کے بعد والدین کے حقوق ہیں۔ خاندان کے استحکام کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے میں والدین

کے حقوق کا خاص خیال رکھنے کا اہتمام ہوتا کہ والدین بھی اولاد کو بڑھاپے کا سہارا سمجھتے ہوئے اولاد کی پرورش اور تربیت پر خاص توجہ دیں اور مستقبل میں معاشرے کو تربیت یافتہ، خداترس اور ذمہ دار افرادی قوت مہیا ہو۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کے حوالے سے سب سے پہلی چیز دل سے ادب و احترام ہے جس کی تاکید میں آگے آیت میں یہ الفاظ آرہے ہیں:

﴿اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ كِلٰھُمَا﴾ ’’اگر پہنچ جائیں تمہارے پاس بڑھاپے کو ان میں سے کوئی ایک یا دونوں‘‘

اس لیے کہ بڑھاپے میں انسان کی زندگی کے ایسے پہلو سامنے آتے ہیں جو نوجوان اولاد کے لیے ناگواری کا باعث بننے والے ہوتے ہیں لہٰذا خاص اس موقع کا ذکر کیا گیا اور تاکید کی گئی کہ:

﴿فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ﴾ ’’تو انہیں اُف تک مت کہو۔‘‘

ظاہر ہے والدین ہیں، ان کی مختلف فرمائشیں ہیں، کبھی کبھی ذہنی طور پر متاثر ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے وہ جلدی غصے میں آجاتے ہیں، لیکن ان کی تمام چیزوں کو برداشت کرنا ہے اور انہیں جھڑکنا نہیں بلکہ اُف تک نہیں کہنا۔ قرآن کے ان الفاظ پر غور کیجیے۔ لیکن آج ہمارے معاشرے میں والدین کے ساتھ اولاد کا کیسا رویہ ہوتا ہے؟ اس سے ہم خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہم قرآن کی اس قدر تفصیلی راہنمائی کو کیا اہمیت دے رہے ہیں؟ دوسرے لفظوں میں اللہ کے احکامات سے کس قدر روگردانی کر رہے ہیں؟ جبکہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کے تقاضوں میں سے پہلا تقاضا یہ ہے کہ دل میں ان کا ادب و احترام ہو۔ اگر دل میں احترام ہوگا تو پھر اس کے مظاہر بھی سامنے آئیں گے اور دل و جان سے والدین کی خدمت بھی کی جائے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض والدین کی مالی حیثیت اتنی مستحکم ہوتی ہے کہ انہیں مالی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود ان کے لیے تحفہ تحائف لانا اور ان کی دلجوئی کا سامان کرنا حسن سلوک ہے۔ ان کی ضروریات کو پورا کرنا احسان نہیں ہے کیونکہ ان کی ضروریات پوری کرنا تو ان کا حق ہے۔ ضروریات سے بڑھ کر ان کا خیال رکھنا احسان ہے۔ یعنی جتنا خیال آپ کو اپنے بیوی بچوں کا ہے اس سے بڑھ کر والدین کا خیال رکھا جائے تب وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کہلائے گا۔

اس کے بعد شریعت کے دائرے کے اندر اندر ان کی اطاعت کی کوشش کرنا بھی ان کا حق ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ: ((لا طاعة المخلوق فی معصیة الخالق)) ’’مخلوق کی کوئی ایسی بات نہ مانی جائے جس میں خالق کی نافرمانی کا احتمال ہو‘‘۔ اس کے سوا والدین کا ہر حکم ماننا اولاد پر لازم ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَّلَا تَنْھَرْھُمَا﴾ ’’اور نہ انہیں جھڑکو‘‘۔

اس لیے کہ والدین کو خدمت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ جب وہ بوڑھے ہوجاتے ہیں تو مزاج میں بچوں کی سی ضد اور چڑچڑاپن بھی پیدا ہوجاتا ہے۔ ہوش و حواس اور ذہنی استعداد بھی کم ہونا شروع ہوجاتی ہے۔ اس وقت ہمیں اپنے والدین کا وہ رویہ یاد رکھنا چاہیے جب ہم چھوٹے تھے تو اس وقت وہ ہماری ہر ضد برداشت کرتے تھے۔ سعادت مند اولاد کو اپنے والدین کی خدمت میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کرنی چاہیے۔ ان کو جھڑکنا تو دور کی بات ہے ان کے سامنے اُف تک بھی نہ کہا جائے اور نہ ہی کسی اکتاہٹ کا اظہار کیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ ﴿۱۰﴾﴾ ’’اور آپ کسی سائل کو نہ جھڑکیں۔‘‘ (سورۃ الضحیٰ:10)

جہاں سوالی کو جھڑکنے سے منع کر دیا تو والدین کا مقام تو اتنا زیادہ ہے کہ اللہ نے قرآن میں پانچ مرتبہ اپنے حق کے بعد والدین کا حق بیان کیا ہے۔ دوسری طرف سوالی تو سوالی ہے لیکن والدین نے کیا کچھ نہیں کیا

پریس ریلیز 5 جولائی 2019ء

پاکستان میں مسلمانوں کے قاتل رنجیت سنگھ کا مجسمہ نصب کرنا دینِ اسلام کی تعلیمات سے بغاوت کے مترادف ہے

وزیراعظم عمران خان دورۂ امریکہ کے دوران عیار دشمن سے محتاط رہے

حافظ عاکف سعید

کلمہ طیبہ کی بنیاد پر قائم ہونے والی ریاست میں رنجیت سنگھ کا مجسمہ نصب کرنا دین اسلام کی تعلیمات سے بغاوت کے مترادف ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے اپنے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان بت تراش نہیں بت شکن ہوتا ہے۔ فتح مکہ کے بعد آپ ﷺ نے خانہ کعبہ میں رکھے تمام بت خود اپنے دست مبارک سے پاش پاش کر دیے تھے۔ انہوں نے کہا کہ رنجیت سنگھ وہ شخص تھا جس نے مسلمانوں کا بڑے پیمانے پر قتل عام کیا، اس کے دور میں مسلمان عورتوں کی بڑے پیمانے پر آبروریزی کی گئی اور لاہور کی شاہی مسجد کو گھوڑوں کے اصطبل میں بدل دیا۔ انہوں نے حکومتِ پنجاب سے اپیل کی کہ وہ اس مجسمے کو فوری طور پر نہ صرف ہٹانے کے احکامات جاری کرے بلکہ اس مجسمے کو پاش پاش کر کے اپنا دینی فریضہ سرانجام دے۔ وزیراعظم عمران خان کے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی دعوت پر متوقع دورۂ امریکہ پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم وزیراعظم پاکستان کو بتانا چاہتے ہیں کہ ان کا ایک عیار اور ’’دوست مارقوم‘‘ سے واسطہ پڑنے والا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے وزیراعظم کو دورۂ امریکہ کے دوران بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ امریکہ پاکستان کو پھر اپنے جال میں پھنسانے کی پوری کوشش کرے گا اور اس کے لیے طرح طرح کے وعدے کرے گا۔ تاریخ شاہد ہے کہ امریکہ نے ہمیشہ پاکستان کو اپنے مفادات کے حصول کے لیے استعمال کیا اور مقصد براری کے بعد پاکستان کو ذلت آمیز انداز میں دھتکار دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری دلی دعا یہ ہے کہ اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے اور ہر دوست نما دشمن سے محفوظ رکھے۔ ساتھ ہی ہمیں بحیثیت مسلمان قرآن وسنت کا یہ سبق بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ کی مدد تبھی ہمارے شامل حال ہوگی جب ہم بحیثیت قوم عملاً اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی وفاداری اختیار کریں گے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین) (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

اولاد کے لیے، والدین کے تو اتنے زیادہ احسانات ہیں کہ جن کا صلہ انسان دے ہی نہیں سکتا۔ اسی لیے اللہ نے ہمیں سورۃ الاحقاف کے اندر بھی ایک دعا سکھائی ہے:

''اور ہم نے تاکید کی انسان کو اُس کے والدین کے بارے میں حسن سلوک کی۔ اس کی ماں نے اسے اٹھائے رکھا (پیٹ میں) تکلیف جھیل کر اور اسے جنا تکلیف کے ساتھ۔ اور اس کا یہ حمل اور دودھ چھڑانا ہے (لگ بھگ) تیس مہینے میں۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچتا ہے اور چالیس برس کا ہو جاتا ہے، وہ کہتا ہے: اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں شکر کرسکوں تیرے انعامات کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائے۔ اور یہ کہ میں ایسے اعمال کروں جنہیں تو پسند کرے اور میرے لیے میری اولاد میں بھی اصلاح فرما دے۔ میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور یقیناً میں (تیرے) فرمانبرداروں میں سے ہوں۔''

رب تو یہ چاہتا ہے کہ جو والدین پر اللہ کے انعامات تھے اس پر بھی ہم اللہ کا شکر ادا کریں۔ تو والدین کو جھڑکنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن آج مغربی تہذیب نے ہمارے ذہن کو اس قدر مفلوج کر دیا ہے کہ والدین کو ایسے ڈانٹا جاتا ہے جیسے نوکروں کو بھی نہیں ڈانٹا جاتا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کے احکامات کو بھی دیکھیں اور اپنے رویوں کا بھی جائزہ لیں۔ قرآن کی تعلیمات کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہم والدین کے لیے راحت، سکون اور خوشی کا باعث بنیں۔ جیسا کہ ہمیں قرآن میں مؤمنین کی یہ دعا سکھائی گئی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝﴾ (سورۃ الفرقان) ''اور وہ لوگ کہ جو کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں متقیوں کا امام بنا!''

اولاد والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اُسی وقت بن سکتی ہے جب وہ اطاعت گزار ہو اور حسن سلوک کرنے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ آگے فرمایا:

﴿وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝﴾ ''اور ان سے بات کرو نرمی کے ساتھ۔''

زبان سے کوئی ایسی بات نہ نکلے جو والدین کی دل آزاری کا باعث بنے اور نہ ہی سخت اور اونچی آواز میں ان سے بات کی جائے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ باڈی لینگویج بھی ایسی ہو کہ کسی اکڑ کا اظہار نہ ہو رہا ہو: ﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ﴾ ''اور جھکائے رکھو ان کے سامنے اپنے بازو عاجزی اور نیازمندی سے''

اس طرح ادب کے ساتھ والدین کے سامنے کھڑے ہو جاؤ کہ جیسے کوئی خطاوار غلام سخت مزاج آقا کے سامنے کھڑا ہو۔ یعنی ان کے سامنے اکڑنا یا ناراضگی والا منہ بنانا حسن سلوک کے منافی عمل ہے۔ آگے فرمایا: ﴿وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝﴾ ''اور دعا کرتے رہو: اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسے کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔''

ربوبیت میں صرف پرورش نہیں ہے بلکہ ساری ضروریات شامل ہیں۔ لہٰذا جس طرح والدین نے اولاد کو پالا پوسا اور خود تکلیفیں جھیل کر ان کی ساری ضروریات پوری کیں، ان سب احسانات کا بدلہ تو ادا نہیں کیا جا سکتا ہے، ان کی خدمت کا حق تو ادا نہیں کیا جا سکتا لیکن ان کے لیے دعا تو کی جا سکتی ہے۔ لہٰذا اپنی طرف سے بھرپور خدمت کی کوشش کی جائے اور پھر اس کے ساتھ یہ دعا بھی کی جائے۔ یہ بھی والدین کا حق ہے کہ ان کے حق میں اللہ سے دعا کی جائے۔ بہتر تو یہ ہے کہ قرآن نے اس ضمن میں ہمیں جو دعائیں سکھائی ہیں وہ ہمیں یاد ہوں اور ہر نماز کے بعد ہم وہ پڑھتے رہیں۔

اس کے بعد یہ بھی والدین کا حق ہے اور اولاد کا فرض ہے کہ جب وہ وفات پا جائیں تو ان کی نماز جنازہ اُن کا بیٹا پڑھائے۔ اسی وجہ سے جب ہمارے ہاں کسی کا جنازہ پڑھایا جاتا ہے تو امام متوفی کے وارث سے اجازت لے کر نماز جنازہ پڑھاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اصلاً وہ بیٹے کا فرض ہے کہ وہ اپنے والدین کی نماز جنازہ پڑھائے۔ کیونکہ جو دعا بیٹا اپنے والدین کے لیے کرے گا وہ کوئی دوسرا کر ہی نہیں سکتا۔ اس سے قبل والد کی میت کو غسل دینا بھی بیٹے کی ذمہ داری ہے کیونکہ جو ادب واحترام بیٹا کرے گا وہ کوئی غسال کر ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح ماں کا انتقال ہو جائے تو بیٹی اس کو غسل دے۔ لیکن یہ وہ کام ہیں جن کے بارے میں ہم نے سوچا ہوا ہے کہ یہ کسی اور نے کرنے ہیں۔ جبکہ حسن سلوک کا تقاضا ہے کہ والدین کی زندگی میں بھی ان پر احسان کیا جائے اور مرنے کے بعد بھی ان کی میت کو خود غسل دیا جائے اور خود جنازہ پڑھایا جائے۔ کیونکہ ہمارا دین پروفیشنلز کا دین نہیں ہے بلکہ یہ ہر فرد کا دین ہے۔ جب آپ خود یہ کام کریں گے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو غیر محسوس صبر عطا کرے گا۔ لیکن نہیں کریں گے تو پھر آپ ایصال ثواب کے مصنوعی طریقے ڈھونڈتے پھریں گے۔

والدین کے لیے مسلسل دعا اور استغفار کرتے رہنا بھی ان کا حق ہے۔ اس کا کم سے کم تقاضا یہ ہے کہ اولاد نماز پنجگانہ کا اہتمام کرے۔ اگر یہ اہتمام کرے گی تو پھر ہر نماز کے آخر میں ان کے لیے یہ دعا کرتی رہے گی: ﴿رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝﴾ ''اے میرے پروردگار! مجھے بنا دے نماز قائم کرنے والا اور میری اولاد میں سے بھی۔ اے ہمارے پروردگار! میری اس دعا کو قبول فرما۔ اے ہمارے پروردگار! مجھے، میرے والدین اور تمام مؤمنین کو بخش دے، جس دن حساب قائم ہو۔'' (ابراہیم: 40، 41)

آپ چاہیں تو اپنی انفرادی نمازوں کی آخری التحیات میں یہ دعا بھی شامل کر سکتے ہیں تاکہ جتنی دفعہ آپ کی التحیات ختم ہوتی اتنی دفعہ یہ دعا شامل ہو۔ لیکن ہمارا معاملہ یہ ہے کہ ہم کئی مرتبہ یہ دعا پڑھتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے۔ مانتے تو سب ہیں کہ نماز فرض ہے مگر عملی طور پر پاکستان کی نوے فیصد آبادی نماز کو فرض ہی نہیں سمجھتی۔ حالانکہ یہی تو موقع ہوتا ہے جب ہم اللہ کے روبرو حاضر ہو کر اپنے والدین کی بخشش کے لیے دعا کریں۔ ظاہر ہے اگر ہم اس موقع سے فائدہ نہیں اُٹھائیں گے تو پھر مصنوعی طریقے تلاش کریں گے۔ جیسے تیسرا، دسواں، بیسواں، چالیسواں، برسی وغیرہ۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی پوری حیات طیبہ میں ان سارے دنوں کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ صرف ہمارے ہاں یہ چیزیں اسی لیے آگئیں کہ جب آپ سنت کو چھوڑیں گے تو اس کی جگہ بدعت وجود میں آئے گی۔ نئے نئے طریقے ایجاد کیے جائیں گے۔ حالانکہ حسن سلوک کا اصل تقاضا تو وہی ہے جس کی دین ہمیں تعلیم دیتا ہے۔ اگر وہ چھوڑ دیں گے تو اپنی طرف سے جو مرضی ہے کرتے رہیں اس کا کوئی

فائدہ نہیں ہوگا۔ اصل تقاضا تو یہ ہے کہ ہم اس طریقے سے اور ان الفاظ میں دعا کریں جو قرآن وحدیث میں آئے ہیں۔

اسی طرح والدین کے انتقال کے بعد ان کی طرف سے جو وصیت کی گئی ہے اس پر عمل کرنا بھی والدین کا حق ہے۔ اگر خدانخواستہ وہ کوئی قرض چھوڑ گئے ہیں تو سب سے پہلے اس قرض کی ادائیگی کی جائے۔ والدین کے عزیز واقارب اور دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا بھی والدین کا حق ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک صحابی سے پوچھا کہ کیا تمہاری خالہ زندہ ہیں؟ فرمایا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے ساتھ حسن سلوک والدہ کے ساتھ حسن سلوک جیسا ہے۔ اسی طرح اگر والد فوت ہوگئے ہیں تو والد کے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ حسن سلوک اپنے والد کے ساتھ حسن سلوک جیسا ہے۔ پھر ان کے دوست احباب سے اچھا رویہ اختیار کرنا یہ اصل میں والدین کے ساتھ اچھا رویہ اختیار کرنا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے صدقہ جاریہ کے کاموں کو جاری رکھنا بھی ان کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ اگر وہ اپنی زندگی میں کسی کی کوئی مدد کرتے تھے یا کسی کی کفالت کرتے تھے تو وہ سلسلہ بھی جاری رکھا جائے۔ اگر ہم یہ سب کریں گے تو اس کا سب سے پہلا فائدہ ہمیں ہوگا۔ ہم اللہ کی بندگی کی طرف چلتے جائیں گے۔ ہم والدین کے بارے میں جو رویے اختیار کریں گے ہماری اولاد بھی وہی رویہ اختیار کرے گی۔ لہٰذا صدقہ جاریہ کے فائدے والدین کے لیے بھی ہیں، اپنے لیے بھی ہیں اور اپنی اولاد کے لیے بھی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی ذلیل ہو، خوار ہو۔'' پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ بدنصیب جو ماں باپ کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکے۔''

جنت کا حصول ہماری سب سے بڑی خواہش ہے اور جو یہ خواہش رکھتے ہیں ان کی ہر کوشش کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اللہ راضی ہو جائے۔ جبکہ اللہ کی رضا والدین کی رضا میں پوشیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دینی تقاضوں کے مطابق والدین کی خدمت کرنے اور اللہ کی رضا کا طالب بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(27 جون تا 03 جولائی 2019ء)

جمعرات (27 جون) کو صبح 9 بجے سے نمازِ ظہر تک ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ اسی شام بعد نمازِ عصر قرآن اکیڈمی میں کراچی کے ایک حبیب جناب ممنون صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور سے تعلق رکھنے والے اپنے ایک دوست کے ہمراہ ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ دینی اور تحریکی موضوعات پر گفتگو رہی۔ جمعہ (28 جون) کو قرآن اکیڈمی میں دفتری امور نمٹائے۔

سوموار (یکم جولائی) کو صبح 10:30 بجے سے نمازِ ظہر تک ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں ناظم اعلیٰ کے ساتھ بعض زیر التوا معاملات نمٹائے۔ اسی شام بعد نمازِ عصر قرآن اکیڈمی میں محترم مختار احمد خان کے صاحب زادے وسیم احمد مختار نے اپنے ایک ذاتی مسئلے میں تعاون کے حوالے سے ملاقات کی۔ بعد نمازِ مغرب قرآن اکیڈمی ہی میں ہیوسٹن‘ امریکہ سے آئے ایک حبیب جناب سید مظہر علی شاہ سے ملاقات رہی۔ حالاتِ حاضرہ اور بانی محترمؒ کی دینی وقرآنی خدمات‘ مزید برآں تحریکی مساعی کے حوالے سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ منگل (02 جولائی) کو صبح 10 بجے سے نمازِ ظہر تک قرآن اکیڈمی میں دفتری امور نمٹائے۔ اسی دوران حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تنظیم شاہدرہ کے ایک رفیق جناب مجاہد باجوہ اپنے ایک نجی معاملے کے حوالے سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ بدھ (03 جولائی) کو قرآن اکیڈمی میں ایک پرانے حبیب جناب حافظ عبدالشکور سے تفصیلی ملاقات رہی۔ اس موقع پر ان کی خدمت میں بانی محترمؒ کا دینی وتحریکی لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔ (مرتب: محمد خلیق)

اعلان داخلہ
2019-20ء

بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

کُلیۃ القرآن لاہور

(1) درسِ نظامی (آٹھ سالہ کورس) مع میٹرک‘ ایف اے‘ بی اے‘ ایم اے
اہلیت: مڈل پاس‘ جبکہ میٹرک پاس کو ترجیح دی جائے گی۔

(2) دراساتِ دینیہ (دوسالہ کورس) مع انٹرمیڈیٹ آئی کام۔ جنرل سائنس
اہلیت: میٹرک سائنس: 60 فیصد (کم سے کم) نمبروں کے ساتھ

- میٹرک کے نتائج کا انتظار کرنے والے طلبہ بھی داخلہ لے سکتے ہیں۔
- ذہین اور مستحق طلبہ تعلیمی وظائف کے لیے درخواست دے سکتے ہیں۔
- ہوسٹل میں محدود نشستیں دستیاب ہیں۔

داخلہ جاری ہے

داخلہ کے خواہش مند طلبہ اپنی سابقہ اسناد، اپنے اور والد/سرپرست کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی اور 3 عدد تصاویر ہمراہ لائیں۔

برائے رابطہ
191-A اتاترک بلاک
نیوگارڈن ٹاؤن لاہور
فون نمبر: 042-35833637
0301-4882395

خطاب بہ جاوید

12

سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

42 حرفِ پیچا پیچ و حرفِ نیش دار — تا کنم عقل و دلِ مرداں شکار!

(میرا حاصل زندگی) یہ دو باتیں مغربی فکر (حرف پیچا پیچ) کے کھرے کھوٹے کو علیحدہ کرنا اور (کھوٹے حصے پر قرآنی اور اسلامی نقطۂ نظر سے) سخت تنقیدی لہجہ (حرف نیش دار) ہیں تاکہ میں (اپنے کلام سے) اُمت مسلمہ کی ذہین اقلیت (INTELECUTAL MINORITY) کے عقل و دل شکار (بازیاب) کر سکوں

43 حرفِ تہ دارے باندازِ فرنگ — نالہ مستانہ از تارِ چنگ!

یہ میرا فلسفیانہ کلام (فارسی) فرنگی (کے افکار کا فرنگی) لہجے میں تہ دار (گہرا) جواب ہے یعنی میرے افکار کے ساز سے نکلی ہوئی مستانہ آہیں ہیں (تاکہ امت مسلمہ کو مغربی غلامی سے نجات دلائی جا سکے)

44 اصل ایں از ذکر و اصل آں ز فکر — اے تو بادا وارث ایں فکر و ذکر!

(اے پسر!) میرے کلام کی اصل اور بنیاد قرآنی تعلیمات اور رحمت للعالمین ﷺ کے وہ اقوال و افکار ہیں جو 'ذکر' و 'تذکیر' ہیں اور مغربی فلسفیانہ گمراہیوں کا قرآنی جواب میرا فکر ہے۔ اے کاش (میرے فرزند اور امیدوں کے مرکز!) تم اس فکر و ذکر (کو سمجھ کر اس) کے وارث بن جاؤ

42۔ میری زندگی کا حاصل قرآن مجید سے فکری رہنمائی (اور حُبِ مصطفےٰ ﷺ سے جذبہ و شوق) کی روشنی میں مغربی فلسفہ وفکر کی بنیادوں کو پہلے سمجھنا، پھر اس میں سے حق و باطل ـــــ کھرے کھوٹے کو الگ کرنا تھا یہ مغربی فلسفے جو غلط اور ناقص ہیں اور کمزور انسانی نفسیاتی جبلی تقاضوں پر استوار کیے گئے ہیں یہ ڈارون، مارکس، سگمنڈ فرائڈ، میکڈوگل وغیرہ کے نظریات ہیں۔ عام آدمی اس کی باریکیوں میں گم ہو جاتا ہے۔ میں نے قرآن کی روشنی میں ان کے کمزور پہلوؤں کو الگ کر کے ان پر سخت تنقید کی ہے اور اس تنقید میں قرآنی استدلال کی وجہ سے بڑی جارحیت کا انداز (حرف نیش دار) بھی اپنایا ہے تاکہ سوئی ہوئی مسلمان اُمت کے تعلیم یافتہ طبقے کو مدہوشی سے نکالا جا سکے۔ یہی ذہین اقلیت سنبھل جائے تو اُمت مسلمہ کے تابناک مستقبل کی ضمانت ہے۔ یہ فکری انقلاب چند نسلوں میں آ کر رہے گا۔

43۔ اے مسلمان نوجوان! میرا کلام عام شاعروں کی طرح گل و بلبل کی شاعری نہ سمجھو بلکہ یہ شاعری مقصدیت کی حامل ہے اور حقیقتاً میرے شعور کے گہرے خیالات اور زندگی بھر کے غور و فکر کا نتیجہ اور قرآنی تدبر و تفکر کا حاصل ہے۔❶ میں نے مغربی فلاسفہ کے انسان دشمن اور اخلاق دشمن افکار کا جواب انہیں کی زبان، لہجے اور محاورے میں دیا ہے اور ایسا تہہ دار (مدلل) ہے کہ مجھے یقین ہے کہ مغرب صدیوں اس کا جواب نہیں دے سکے گا بلکہ اس قرآنی فکر کے آگے سرنگوں ہو کر رہے گا یہ باتیں عشق مصطفےٰ ﷺ سے گندھے ہوئے میرے افکار کے ساز کی صدائیں ہیں تاکہ اُمت مسلمہ کے عوام و خواص بیدار ہو کر اس کو پڑھیں اور فرنگی جال سے نکلیں۔

44۔ عزیزِ من! میرا یہ کلام اور میری یہ باتیں کوئی خانہ ساز نہیں ہیں بلکہ میں فرنگ کی تہذیب حاضر کی آگ میں وقت گزار کر جو (نظریاتی طور پر) زندہ اور مسلمان واپس آ گیا ہوں وہاں میں نے اس صہیونی فرنگی استعمار کے تار و پود اور استدلال کے تانے بانے کو سمجھا ہے اور اب میں نے قرآن مجید اور تعلیمات مصطفےٰ ﷺ کی روشنی میں انہیں کے لہجے اور محاورے (IDIOM) میں جواب دیا ہے میرا جواب آسمانی ہدایت قرآن کی بنیاد پر خالق کائنات کی رہنمائی کا حامل ہے جبکہ مغربی افکار (صرف محدود انسانی) سیکولر فکر کی غمازی کرتے ہیں۔ سارے مغربی فلاسفہ کے افکار اس منحوس دور کی پیداوار ہیں جب صہیونیت کے ہاتھوں 600 ق م سے 600 عیسوی تک قتل انبیاء کی وجہ سے روئے ارضی پر انسانیت کے لیے آسمانی ہدایت کا خلا تھا (تورات گم گئی تھی، زبور اور انجیل غائب تھیں) لہٰذا یہ EROTIC مغربی نظریات کے حامل فلاسفہ اُٹھے اور وقت کے عیاش اور بداخلاق رومی و یونانی حکمرانوں نے اسے اپنے ابلیسی اعمال کی سند بنا کر اختیار کر لیا۔ یہ افکار آسمانی وحی اور افکارِ نبوی ﷺ کا سامنا کرنے کی جرأت نہیں رکھتے۔ اے کاش! آج کا مسلمان نوجوان میرے اس قرآنی فکر کا وارث بنے اس کو حرز جان بنائے اور عام کرے۔❷

❶ ع مرا یاراں غزل خوانے شمردند
مجھے دوستوں (تک) نے نہیں سمجھا اور غزل خواں کے طور پر جانتے ہیں۔ (علامہ اقبال)

❷ صہیونی فرنگی استعمار نے اسی لیے علامہ اقبال کے افکار کو زبردستی مسلمانوں سے چھینا ہے اور پاکستان کے نصابِ تعلیم سے نکلوا دیا ہے یہ کام IMF، USA اور UNO کی شرائط امداد کے تحت ہوا ہے جس سے ملک ظاہری طور پر تو ترقی کر رہا ہے لیکن ملک سے نظریاتی مسلمان غائب ہو چکے ہیں۔ فیا اسفا!

شنگھائی تعاون تنظیم کے اجلاس میں بھارت کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے اس کا مقصد بھارت پر دو ٹوک انداز میں یہ واضح کرنا ہے کہ وہ منافقت چھوڑ دے: ایوب بیگ مرزا

شنگھائی تعاون تنظیم کے 14ویں اجلاس نے دنیا کے یونی پولر تصور کو چیلنج کر دیا ہے۔ اسی لیے امریکہ اور اس کے اتحادی واویلہ مچا رہے ہیں: رضاء الحق

بھارت شنگھائی تعاون تنظیم کا رکن ہوتے ہوئے بھی سی پیک اور BRI منصوبوں کے خلاف امریکہ کے ہاتھوں استعمال ہو رہا ہے: آصف حمید

عالمی سطح پر نئی صف بندیاں کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: سوویت یونین کی شکست و ریخت کے بعد دنیا Unipolar ہو گئی تھی۔ آپ کے خیال میں کیا اس پوزیشن میں اس کے بعد کوئی تبدیلی رونما ہوئی ہے یا نہیں؟

ایوب بیگ مرزا: جب سوویت یونین شکست و ریخت کا شکار ہو گیا تھا تو اس کے بعد امریکہ کے سابق صدر سینئر بش نے واشگاف الفاظ میں کہا تھا کہ اب نیو ورلڈ آرڈر دنیا پر نافذ ہوگا۔ یعنی اس کے بقول ہمارا حکم چلے گا۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس وقت فرمایا تھا کہ یہ نیو ورلڈ آرڈر نہیں ہوگا بلکہ جیو ورلڈ آرڈر ہوگا۔ آج اس کے جو نتائج نکل رہے ہیں وہ بانی محترم کی بات کی تصدیق کر رہے ہیں۔ سوویت یونین 1991ء میں شکست و ریخت کا شکار ہوا تھا لیکن اس کے ڈاؤن فال کا معاملہ اتنا بھیانک ہوا کہ وہ اپنے مخالف کے پاؤں میں گر گیا۔ آپ اندازہ کیجیے کہ جس طرح نیٹو امریکہ اور مغرب کا ایک اتحاد ہے اسی طرح WARSAW PACT کے نام سے سوویت یونین کے تحت مشرقی یورپ کے ممالک کا بھی اتحاد تھا جو کہ نیٹو کے مقابلے میں تھا۔ لیکن ڈاؤن فال کے بعد روس نے نہ صرف وارسا پیکٹ کو ختم کر دیا بلکہ نیٹو کا رکن بننے کے لیے درخواست بھی دے دی۔ گویا کہ خود اپنے ہی دشمن کے پاؤں میں گر گیا اور کہا کہ مجھے اپنے ساتھ شامل کر لو۔ یوں کہہ لیجیے کہ وہ وقت دنیا کے یونی پولر ہونے کے حوالے سے عروج پر تھا۔ اس وقت امریکہ کے مقابلے میں کوئی نہیں تھا۔ لیکن بہرحال پھر وقت بدلا اور روس کو پیوٹن جیسی شخصیت دستیاب ہو گئی جس نے روس کو ایک دفعہ پھر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا شروع کیا اور روس آہستہ آہستہ امریکہ کے سامنے آنا شروع ہو گیا۔ ایک وقت آیا کہ یوکرائن کے مسئلے پر روس امریکہ کے سامنے ڈٹ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر عرب اسپرنگ والی تحریک چلتی ہوئی جب شام پہنچی تو امریکہ یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ صدر بشارالاسد کی حکومت کو ختم کر کے اپنی کٹھ پتلی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ لیکن شام میں بھی روس امریکہ کے مقابلے میں کھڑا رہا اور امریکہ کو بشار الاسد کے معاملے میں پسپائی اختیار کرنی پڑی۔ اسی طرح چین 1991ء میں اس پوزیشن میں نہیں تھا جس پوزیشن میں آج ہے۔ اس نے اقتصادی طور پر ان 28 سالوں میں بہت ترقی

مرتب: محمد رفیق چودھری

کی۔ آج کی دنیا میں اقتصادی اور عسکری ترقی دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہو چکی ہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی ملک اقتصادی طور پر بڑا مضبوط ہو اور اُس کی کوئی قابل قدر سٹریٹیجک اہمیت بھی ہو، تو عسکری حوالے سے اُس کی کوئی حیثیت نہ ہو۔ لہٰذا چین بھی آگے بڑھا اور پھر سی پیک اور BRI جیسے منصوبے امریکہ کے لیے بہت بڑا جھٹکا ثابت ہوئے۔ لہٰذا اب یہ دو چیزیں یعنی ایک سوویت یونین کا ڈٹ کر سامنے آنا اور چین کا سی پیک اور BRI منصوبے یہ ثابت کرتے ہیں کہ دنیا اب یونی پولر نہیں رہی اور آپ کہہ سکتے ہیں کہ دنیا اب بائی پولر سے بھی آگے بڑھ چکی ہے۔

آصف حمید: نائن الیون جب ہوا اس وقت تک دنیا یونی پولر تھی جس کا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے امریکہ نے ایک ڈراما کیا اور دنیا کو اپنے ساتھ ملایا اس وقت کوئی ملک ایسا نہیں تھا جو اس کے خلاف بولتا۔ امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے امریکہ کے غرور کو توڑا اور اٹھارہ سالہ جنگ کا یہ نتیجہ نکلا کہ امریکہ مٹھی بھر طالبان کو کنٹرول نہیں کر پایا اور بالآخر اسے گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ اسی طرح امریکہ نے عراق کے خلاف بھی ایک جھوٹا عذر تراشا کہ اس کے پاس کیمیائی ہتھیار ہیں اور پھر وہاں پر حملہ کیا لیکن بعد میں اس نے معذرت کی کہ کیمیائی ہتھیاروں اور WMD والی انٹیلی جنس غلط تھی۔ ان چیزوں نے بھی امریکہ کے غرور کو توڑنے میں کردار ادا کیا۔ ایسی صورت حال کا پھر روس اور چین نے فائدہ اٹھایا۔

سوال: شنگھائی تعاون تنظیم کن ممالک پر مشتمل ہے اور اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

رضاء الحق: 1996ء میں پانچ ممالک (روس، چین، قازقستان، کرغیزستان اور تاجکستان) نے مل کر ایک شنگھائی فائیو گروپ بنایا تھا۔ اس وقت امریکہ دنیا کی سپریم پاور بن چکا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت چین اور روس کی طرف سے ایک پیش بندی کی جا رہی تھی۔ کیونکہ روس اور چین آہستہ آہستہ ترقی کی طرف بڑھ رہے تھے اور ان کی انٹیلی جنس یہ شو کر رہی تھی کہ آنے والے دور میں امریکہ اگلی صدی میں اپنی سپریمیسی کو بڑھانے کے لیے کچھ کرے گا لہٰذا اس چیز کو سامنے رکھتے ہوئے ان ممالک نے اپنا ایک گروپ بنانے کا پروگرام بنایا اور بعد ازاں اس میں ازبکستان کو بھی شامل کر لیا گیا۔ سوویت یونین ایشیا اور یورپ دونوں کو ٹچ کرتا تھا۔ جارجیا اور یوکرائن جیسے ممالک جو یورپ کے قریب تھے، وہ سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد نیٹو اور امریکہ کے ساتھ ہو گئے۔ جبکہ دوسرے ایشیائی ممالک اپنے علاقائی مفادات کو دیکھتے ہوئے شنگھائی گروپ میں شامل ہو گئے۔ جون 2001ء میں شنگھائی تعاون تنظیم کا پہلا ڈرافٹ تیار ہوا اور اس میں ازبکستان بھی شامل ہو گیا۔ پھر 2002ء میں اس کا ابتدائی پلان تیار ہوا جس کے مطابق 19 ستمبر 2003ء میں اس تنظیم کو آفیشلی لانچ کر دیا گیا۔

سوال: اس تنظیم کے بعض ممالک نے نائن الیون کے بعد امریکہ کا ساتھ کیوں دیا تھا؟

رضاء الحق: نائن الیون کے بعد کے حالات کو دوسرے تناظر میں دیکھنا ہوگا۔ نائن الیون کا ڈراما رچا کر ایک ایسا ہوا کھڑا کیا گیا تھا کہ اقوام متحدہ سمیت ساری دنیا اس کی لپیٹ میں آ گئی تھی۔ یعنی اس ناحق جنگ کے اندر ہر کسی نے امریکہ کا ساتھ دیا۔ یہاں تک کہ 48 ممالک کا اتحاد بن گیا اور سب نے اپنے اپنے اڈے بھی دے دیے۔ اگر کسی نے عدل وانصاف کو سامنے رکھتے ہوئے افغان طالبان کے حق میں بات کرنے کی کوشش کی تو اس کو ہر طرح سے دبا دیا گیا لیکن پھر آہستہ آہستہ اصل باتیں کھل کے سامنے آتی گئیں۔ سب سے پہلے 2003ء میں عراق میں کیمیائی ہتھیاروں والا جھوٹ سامنے آیا۔ پھر 2009ء میں لیبیا والا معاملہ ہوا تو چین اور روس نے سلامتی کونسل میں امریکہ اور نیٹو کے حق میں ووٹ نہیں دیا بلکہ دونوں نے abstain کیا۔ پھر 2011ء میں شام کا ایشو کھڑا ہوا۔ اس وقت روس ایک مضبوط عسکری قوت بن چکا تھا اور دوسری طرف چین معاشی لحاظ سے بہت ترقی کر چکا تھا۔ وہاں پر چین نے تو abstain کیا البتہ روس نے ویٹو کر دیا۔ اس لیے امریکہ کے مفادات اس طرح آگے نہیں بڑھ سکے۔ ساتھ ساتھ جن ممالک نے اڈے دیے ہوئے تھے انہوں نے اپنے اڈے واپس لینا شروع کر دیے۔ اسی طرح معاملات چلتے گئے اور 2017ء میں شنگھائی تعاون تنظیم کا اجلاس آستانہ میں ہوا۔ اس اجلاس میں انڈیا اور پاکستان دو نئے ممالک کو بھی ممبرشپ دے دی گئی۔ یہ آٹھ ممالک دنیا کی آدھی آبادی پر مشتمل ہیں اور اسی فیصد زمین کا نقشہ ان کے اندر آتا ہے اور دنیا کے کل GDP کا 1/4 یہاں پیدا ہوتا ہے لہٰذا یہ کوئی معمولی پلیٹ فارم نہیں ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلیاں آتی رہی ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں کچھ مبصر ممالک بھی شامل ہیں جن میں ایران اور افغانستان زیادہ اہم ہیں جبکہ منگولیا اور بیلاروس بھی ان میں شامل ہیں۔ مہمان کے طور پر ترکی، اقوام متحدہ اور دوسری تنظیمیں بھی اس میں شرکت کرتی ہیں۔ روسی اور چینی زبانیں اس تنظیم کی دو آفیشل زبانیں ہیں۔ البتہ انگریزی میں بھی تقریر کر سکتے ہیں۔ اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ اس پوری تنظیم میں لیڈ کون کر رہا ہے۔ اس کا سب سے اہم ادارہ ہیڈ آف دی سٹیٹ کونسل ہے۔ یہ اس کا 14واں اجلاس تھا۔ یہ تنظیم اپنے رکن ممالک کے سیاسی، معاشی، اور عسکری معاملات کے علاوہ بعض دیگر معاملات کو بھی دیکھتی ہے۔ لیکن اس کے ذریعے جو سب سے بڑی تبدیلی آئی ہے وہ ان ممالک کے معاشی، ملٹری اور اسٹریٹجک نقطۂ نظر سے آئی ہے اور اس کے بعد اب انہوں نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو کھل کر چیلنج کرنا شروع کر دیا ہے۔ گویا انہوں نے دنیا کے یونی پولر تصور کو چیلنج کر دیا ہے۔ لہٰذا امریکہ اور اس کے اتحادی اسی لیے واویلا مچا رہے ہیں۔ امریکن میڈیا کہتا ہے کہ یہ مشرق کا ایک اتحاد ہے جو مغرب کا مخالف ہے لیکن زیادہ اہمیت اس تنظیم کے اقتصادی اور اسٹریٹجک نقطۂ نظر کو دی جا رہی ہے۔ اس کے 14ویں اجلاس سے ہٹ کر اس دفعہ سائیڈ لائن میٹنگز بھی بڑی اہمیت کی حامل تھیں جن میں پاکستان کو خصوصی اہمیت دی گئی اور اسی بات کا بھارت کو دکھ ہے۔ اس کے علاوہ روس اور چین نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ روسی کرنسی روبل اور چائنیز کرنسی یوآن میں تجارت کریں گے۔ یعنی اب ڈالر کو وہ چھوڑ رہے ہیں۔

سوال: شنگھائی تعاون تنظیم کے حوالے سے انڈیا میں بڑا واویلا مچایا جا رہا ہے کہ اس میں انڈیا کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ اس حوالے سے اصل ماجرا کیا ہے؟

> **شنگھائی تعاون تنظیم کے اجلاس میں بھارت کے وزیراعظم کا کرغیزستان کے ڈپٹی وزیراعظم نے استقبال کیا جبکہ پاکستان کے وزیراعظم کا کرغیزستان کے وزیراعظم نے استقبال کیا۔**

ایوب بیگ مرزا: یہ حقیقت ہے کہ بھارت رقبہ، آبادی، اقتصادی اور عسکری حوالے سے بہت بڑا ملک ہے جبکہ پاکستان اس کی نسبت چھوٹا اور کمزور ملک ہے لیکن اس کے باوجود پاکستان کو وہاں جو پذیرائی دی گئی ہے اس کا بھارت کو بہت صدمہ ہے۔ ہوا یہ کہ بھارت کے وزیراعظم کا وہاں کے ڈپٹی وزیراعظم نے استقبال کیا جبکہ پاکستان کے وزیراعظم کا وہاں کے وزیراعظم نے استقبال کیا۔ پھر چین، روس اور پاکستان کے سربراہوں کو صدارتی محل میں ٹھہرایا گیا جبکہ مودی کو تیس کلومیٹر دور شہر کے اندر ٹھہرایا گیا اور یہ سب کچھ ایک منصوبے کے تحت کیا گیا۔ یعنی یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ میرے نزدیک زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ اصل میں بھارت کی خارجہ پالیسی شروع ہی سے دوغلی رہی ہے۔ ایک وقت تھا کہ جب امریکہ کا سیٹو اور سینٹو کے تحت ایک اتحاد بنا ہوا تھا تو اس وقت بھارت ظاہری طور پر غیر جانبدار ممالک کی تنظیم کا رکن تھا اور اس کا تعلق امریکہ کے مخالف گروپ میں سمجھا جاتا تھا۔ بھارت کا معاملہ دیکھیں کہ 1962ء میں چین اور بھارت کی سرحدی جھڑپیں ہوئیں تو بھارت اس جنگ کے نام پر سارا اسلحہ امریکہ سے حاصل کرتا رہا جبکہ بظاہر اس کا تعلق روس کے گروپ سے تھا۔ پاکستان اس وقت سیٹو سینٹو کا رکن تھا لیکن اس کی مخالفت میں بھارت وہاں سے اسلحہ حاصل کرتا رہا اور دنیا میں بہت شور مچاتا رہا کہ جیسے بھارت پر دنیا کا سب سے بڑا حملہ ہو گیا حالانکہ وہ اتنی بڑی باقاعدہ جنگ نہیں تھی۔ ابھی چین نے حملہ ہی کیا تھا کہ بھارتی فوجی جوتیاں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ مطلب وہ جنگ بھارت کا ایک ڈھونگ تھا۔ بھارت کی یہ دوغلی پالیسی شروع سے رہی ہے۔ لہٰذا حالیہ شنگھائی تعاون تنظیم کے اجلاس میں اس کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ہے اس کا مقصد بھارت پر دوٹوک انداز میں یہ واضح کرنا ہے کہ وہ منافقت چھوڑ دے۔ یعنی اپنی پوزیشن کلیئر کرے کہ وہ کس کے ساتھ ہے۔ یہ بات بہت پہلے ہو جانی چاہیے تھی لیکن روس کے بھارت کے ساتھ اقتصادی مفادات وابستہ تھے جو اس میں رکاوٹ بن رہے تھے۔ لیکن اب چونکہ روس نے بھارت کے ساتھ اپنے تجارتی مفادات کو خطرے میں ڈال کر بھارت کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے تو اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ روس اور چین کتنے کھل کر سامنے آ چکے ہیں۔ اس اجلاس کی اہم بات یہ ہے کہ وہاں پہلی دفعہ سائیڈ لائن میٹنگ میں وزیراعظم عمران خان اور روس کے صدر پیوٹن کی ڈیڑھ گھنٹہ ملاقات ہوئی اور اس ملاقات سے بھارت کو بہت بڑا جھٹکا لگا ہے کیونکہ بھارت ہمیشہ روس سے دوستانہ تعلقات کا دعوے دار رہا ہے۔

آصف حمید: ''چائنہ گھیراؤ پالیسی'' امریکہ کا خواب ہے اور اس حوالے سے اس خطے میں امریکہ سب سے زیادہ بھارت پر بھروسا کر سکتا ہے۔ شنگھائی تعاون تنظیم کے ممالک جانتے ہیں کہ بھارت کی امریکہ کے ساتھ جو پینگیں بڑھی ہیں اس کا اصل مقصد کیا ہے۔ چین شنگھائی تعاون تنظیم کا ایک بانی رکن ہے لہٰذا اس کو معلوم ہے کہ انڈیا کو ''چائنہ گھیراؤ پالیسی'' میں بھی اور اس کی سی پیک اور BRI منصوبوں کے خلاف بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا یہ بات تو طے ہے کہ انڈیا کی خارجہ پالیسی مشکوک ہے۔ جہاں تک ذاتی اختلافات کا تعلق ہے تو جس طرح کشمیر کی وجہ سے پاکستانیوں کا دل دکھتا ہے اسی طرح سنکیانگ کے مسئلے پر بھی دکھتا ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں چین اور روس کے اتحاد میں اپنا کردار ادا کرنا ہے کیونکہ دوسری طرف امریکہ، اسرائیل اور بھارت کا اتحاد ہے اور ان کے اہداف پاکستان کی بقاء کے لیے چیلنج ہیں۔ بہرحال شنگھائی تعاون تنظیم کے حالیہ اجلاس سے دنیا کو یہ پیغام دے دیا گیا ہے کہ امریکہ نے اس خطے میں جو بدمعاشی شروع کی ہوئی ہے اس میں جو بھی امریکہ کا ساتھ دے گا تو اسے شنگھائی تعاون تنظیم سے سائیڈ لائن کر دیا جائے گا۔

سوال: SCO کے اجلاس میں پاکستان کے وزیراعظم عمران خان نے جو 8 نکاتی ایجنڈہ پیش کیا وہ کتنا قابل عمل ہے؟

رضاء الحق: وزیراعظم پاکستان کو وہاں اپنا ایجنڈہ پیش کرنے کا موقع ملا اور اس ایجنڈے سے ہٹ کر بھی انہوں نے بہت ساری باتیں کیں۔ مثلاً افغانستان کے اندر امن کیسے ہوگا؟ کشمیر کے معاملات کیسے حل ہوسکتے ہیں؟ اس حوالے سے بھی انہوں نے بات کی۔ عمران خان نے اپنے ایجنڈے میں کہا کہ شنگھائی تعاون تنظیم کا جو اصل ویژن ہے اس کو دوبارہ زندہ کیا جائے اور اس کے مطابق ایک دوسرے سے تعاون کو بڑھایا جائے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ اس تنظیم کے جو رکن ممالک ہیں وہ لوکل کرنسی میں باہمی تجارت شروع کریں اور اس منصوبے کو حتمی شکل دی جائے۔ ایک ایس سی او فنڈ بنایا جائے اور ایک ایس سی او بینک بنایا جائے تاکہ مغرب کی اقتصادی اجارہ داری سے نکلنے کا کوئی راستہ بن سکے۔ اس کے ساتھ انہوں نے کہا کہ ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ بڑھایا جائے اور آپس میں سیاحت، کھیلوں کو فروغ دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ شنگھائی تعاون تنظیم کے اقدامات کا عام آدمی کی زندگی پر بھی مثبت اثر پڑنا چاہیے۔ بالخصوص تعلیم اور صحت کے حوالے سے تنظیم کی سطح پر کام کیا جائے۔ اس کے علاوہ رکن ممالک کرپشن اور وائٹ کالر کرائم کے خاتمے کے لیے بھی ایک دوسرے سے تعاون کریں۔

سوال: کیا چین اور روس کی نئی حکمت عملی کے بعد یہ ممالک امریکہ کے لیے چیلنج ثابت ہوسکتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اس صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے دو اینگلز سے دیکھنا پڑے گا۔ ایک اینگل وہ ہے جس سے امریکہ دیکھ رہا ہے، وہاں بیٹھے یہودی دیکھ رہے ہیں اور خاص طور پر جان بولٹن جیسے لوگ دیکھ رہے ہیں جن کا بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ یہودیوں کو امریکہ کے کندھے پر بیٹھ کر پوری دنیا پر حکمرانی کرنے کا حق ہونا چاہیے۔ چونکہ یہ ان کا حق ہے اس لیے یہ نہیں کہ امریکہ کے اثرات صرف یورپ تک ہوں بلکہ اس کا کنٹرول اس خطے میں بھی ہونا چاہیے۔ جب ایک فریق یہ ذہن رکھے گا تو پھر وہ دوسرے معنی میں دوسرے فریق کو ایک چیلنج دے رہا ہے۔ دوسرا اینگل وہ ہے جس سے چین اور روس دیکھ رہے ہیں کہ امریکہ اپنی حدود کو کراس کر کے ہمارے اس خطے (ایشیا) میں بھی اپنا کنٹرول چاہتا ہے اور اگر وہ یہ کنٹرول حاصل کر لیتا ہے تو پھر ہمارے (روس اور چین) کے لیے survive کرنا مشکل ہو جائے گا۔ لہٰذا روس اور چین امریکہ کی اس کوشش کو ناکام بنانے کی جدوجہد میں ہیں کہ وہ مستقبل میں بھی سپریم پاور کے طور پر زندہ رہے۔ ظاہر ہے جب چائنہ اور روس اس کے مقابلے میں کھڑے ہوں گے تو یہ امریکہ کے لیے بہت بڑا چیلنج ہوگا۔ تاریخی طور پر بھی دیکھا جائے تو کوئی بھی ریاست، قوم یا کوئی بھی جماعت ہمیشہ دنیا پر مسلط نہیں رہ سکی۔ لہٰذا چائنہ اور روس کا بلاک بھی خدائی حکمت عملی کا تقاضا ہوسکتا ہے اور یہ ثابت کرتا ہے کہ اب امریکہ اپنی سپرمیسی قائم نہیں رکھ سکے گا۔

سوال: پاکستان کی خارجہ پالیسی کا رجحان چین اور روس کی طرف ہونے کی کیا وجوہات ہوسکتی ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان امریکہ کے گڑھے کی مچھلی تھی لیکن اب حالات بدلے ہیں۔ پاکستان نے امریکہ کی بہت سی باتیں مانی ہیں۔ بہت سے معاملات میں سرنڈر کیا ہے۔ دو معاملات میں امریکہ کے انتہائی دباؤ کے باوجود پاکستان نے امریکہ کے سامنے سرنڈر نہیں کیا۔ ایک چائنہ گھیراؤ پالیسی میں امریکہ کا حلیف نہیں بنا جس طرح انڈیا بن گیا۔ دوسرا ایٹمی ہتھیاروں کے معاملے میں سرنڈر نہیں کیا۔ لیکن اب پاکستان کا اقتصادی لحاظ سے لاغر ہو جانا اس کی سلامتی کے لیے بہت بڑا سوالیہ نشان بن چکا ہے کہ کیا پاکستان امریکہ کے جوابی حملوں کا مقابلہ کر سکے گا ان حالات میں کہ وہ معاشی طور پر دیوالیہ ہونے کے قریب ہے؟ یہ بھی حقیقت ہے کہ جب امریکہ پاکستان کا دوست ہوتا تھا تو اکثر پاکستان کو بیل آؤٹ کر دیتا تھا لیکن اب امریکہ باقاعدہ دشمن ہے۔ لہٰذا ان حالات میں اپنی تمام تر کمزوری کے باوجود اس نئے اتحاد میں جگہ بنا لینا بہت بڑا کام ہوگا۔ ابھی پاکستان اس حوالے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور کافی کامیابی سے مار رہا ہے لیکن اس کو اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ جس طرح وہ اندھے انداز میں اور سوچے سمجھے بغیر امریکہ کا اتحادی بن گیا تھا اس طرح اس نئی صف بندی میں شامل نہ ہو بلکہ اپنے مفادات کا تحفظ کرتا ہوا شامل ہو۔ کیونکہ پاکستان کا اس اتحاد سے الگ رہنا ممکن نہیں ہے اور نہ واپس امریکہ کی طرف جاسکتا ہے۔ لہٰذا یہ ایک بڑا چیلنج ہے۔ اللہ پاکستان کے موجودہ اور آنے والے حکمرانوں کو یہ توفیق دے کہ وہ اس نئی صف بندی میں اپنا صحیح مقام بنا سکیں۔ آمین!

> شنگھائی تعاون تنظیم کے حالیہ اجلاس سے دنیا کو یہ پیغام دے دیا گیا ہے کہ جو بھی اس خطے میں امریکہ کا ساتھ دے گا اُسے سائیڈ لائن کر دیا جائے گا۔

آصف حمید: جب بھی پاکستان نے امریکہ کا ساتھ دیا اس کے نتائج بھی بھگتے۔ جب یو ایس ایس آر افغانستان میں آیا اور پاکستان نے امریکہ کا ساتھ دیا تو پاکستان کو بیس لاکھ افغان مہاجرین تحفے میں ملے۔ اس کے بعد امریکہ غائب ہوگیا۔ ان مہاجرین کے ساتھ جو چیزیں آئیں یعنی اسلحہ، کلاشنکوف کلچر وغیرہ تو وہ الگ مصیبت تھی۔ پاکستان نے کتنی دہائیاں ان کی میزبانی کی ہے بلکہ ابھی تک کر رہا ہے۔ پھر نائن الیون کے بعد جب پاکستان نے امریکہ کا ساتھ دیا تو لال مسجد کا واقعہ ہوا، ملک کا داخلی امن داؤ پر لگ گیا۔ امریکہ نے اپنی ایجنسیوں کے ہرکارے ایسے بھیج دیے جیسے انہوں نے اس ملک کو فتح کرنا ہے۔ یعنی پاکستان کی سالمیت داؤ پر لگ گئی۔ پاکستان کو صاف نظر آ رہا ہے کہ ہم نے جتنا امریکہ کا ساتھ دیا ہے لیکن امریکہ کی مثال اس پولیس والے کی سی ہے جس کی نہ دشمنی اچھی اور نہ دوستی اچھی بلکہ دوستی زیادہ بری ہے۔ یعنی پاکستان نے امریکہ سے دوستی کر کے اور اس کے مفادات کا تحفظ کر کے اپنا بیڑہ غرق کیا۔ نائن الیون کے بعد ہمارے تقریباً ستر ہزار لوگ مرے ہیں۔ اب بھی اگر ہم اس کے ساتھ دوستی کرتے ہیں تو پھر اس کا اگلا ہدف ہمارے ایٹمی اثاثہ جات ہوسکتے ہیں۔ اس چیز کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستان کو دوسرے آپشنز پر غور کرنا ہوگا۔ چین پاکستان کا اتحادی رہا ہے۔ پاک چین دوستی دونوں کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کو برادر اسلامی ممالک کے ساتھ اپنے معاملات بہتر کرنے چاہئیں کیونکہ امریکہ کی غلامی میں وہ بھی بہت خراب ہوئے ہیں۔ اسی طرح پاکستان کو اندرونی طور پر اپنی معیشت کو بہتر کرنا چاہیے بالخصوص قرضوں اور سود سے نکلنا چاہیے۔ ہماری ایک نظریاتی اساس ہے لیکن وہ ہمارے پیش نظر نہیں ہے جس کی وجہ سے آج ہم ایک قوم نہیں ہیں بلکہ مختلف قومیتوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ہمیں جوڑنے والی چیز اسلام ہے جو ہمارا دین ہے۔ ہمیں اپنے نظریے کو مستحکم کرنا ہوگا۔ یہ مستحکم ہوگا تو ہمارا ملک بھی مستحکم ہوگا۔ ہم جتنے بھی قدم اسلام کی طرف بڑھائیں گے اتنا یہ ملک مضبوط سے مضبوط تر ہوگا۔

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

شب گریزاں ہوگی آخر......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پرائم منسٹر ہاؤس کو نیشنل یونیورسٹی بنا دینے کا منصوبہ ختم ہوگیا۔ ایچ ای سی والے سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ پاکستانیوں کو دو ہاتھ دیے ہی اس لیے گئے ہیں کہ سر پکڑ بیٹھے رہیں۔ سو پوری قوم اسی پوزیشن میں ہے۔ مشکلیں (حماقتیں) اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہوگئیں! پریشان نہ ہوں غلطی بہت سے وعدے کرنے منصوبے بگھارنے میں ہوگئی۔ ختم ہونا تو فطری ہے۔ یہاں تو بنیادی ضروریات چھیننے میں ہی پیش رفت ہو رہی ہے۔ ڈالر محو پرواز ہے اور اس سے نتھی تمام اشیائے ضروریہ بھی۔ آٹا، گھی، چینی، دودھ! ہمارے مقابلے میں افغانستان، بنگلہ دیش، نیپال، سکم، بھوٹان کی کرنسی مستحکم ہے۔ ایٹمی پاکستان کا روپیہ اپنی ناتوانی پر پڑا سسک رہا ہے۔ اس پر بھی FATF معاشی بلیک میلنگ پر اترا ہوا ہے۔ امریکہ، اسرائیل، بھارت، برطانیہ گٹھ جوڑ کارفرما ہے۔ دہشت گردوں کی مالی معاونت نہ روکی گئی، گلے نہ گھونٹے گئے تو (اکتوبر تک) بلیک لسٹ کر دیں گے۔ اسی نوعیت کے مطالبات پر پورا وزیرستان ادھیڑ کر رکھ دیا۔ ملک کو عدم استحکام سے دوچار کر دیا۔ ان کا دل ٹھنڈا نہ ہوا۔ یہ ڈو مور کی باریاں لگا رکھی ہیں حیلے بہانوں سے۔ دہشت گردی کے نام پر اہل ایمان کا صفایا مطلوب ہے بس۔ مصر کی طرح مرسی جیسے مارو تو مال ملے گا۔ مصری معیشت، مرسی کی مقبول عام جمہوریت کا گلا گھونٹ کر 60 ہزار اخوانیوں کو جیل ڈالنے پر استوار ہے۔ امریکہ ڈالر نچھاور کرتا ہے مصر پر اس کے بدلے۔ سعودی عرب اور امارات سے بھی اس نے معاشی تحائف السیسی کو دلوائے۔ مصر السیسی کے شکنجے میں ہے۔ بنگلہ دیش حسینہ واجد کے شکنجے میں، جس نے وہاں جماعت اسلامی کے راسخ العقیدہ صالحین کو پھانسی چڑھایا۔ سید مودودیؒ کی کتب پر امریکہ کی رضا کی خاطر پابندی لگائی۔ (سوان کا ''ٹکہ'' مضبوط ہے، ڈالر سے دوستی کے عوض۔)

واللہ پوری کہانی اسلام کے گرد گھومتی ہے۔

''دہشت گردی'' عالمی استحصالی قوتوں کے ہاں اسلام اور جہاد ہی کا نام ہے۔ کفر کی بے لگام بدتہذیبی کے لیے شفاف، پاکیزہ اسلامی تہذیب بہت بڑا چیلنج ہے، جوان پر لرزہ طاری کرتا ہے۔ اسی لیے مسلم دنیا میں حقیقی اسلام اس نام سے ہی کچلا گیا ہے۔ ورنہ انسانیت کے خلاف قومی سطح پر لرزہ خیز مظالم ڈھانے والی قوتیں یوں بے لگام نہ ہوتیں۔ برما، شام، کشمیر، فلسطین میں پوری پوری آبادیاں خون آشام درندگی کی لپیٹ میں ہیں۔ 'اسلامی فوجی اتحاد' کے لشکر بنا اٹھائے گئے۔ لیکن جب ان مظلوم مسلمانوں کی مدد بارے سوال اٹھتا ہے تو ہمیں بتایا جاتا ہے کہ یہ اسلامی فوجی اتحاد کا مینڈیٹ نہیں ہے! یعنی مظلوم مسلمان کی چارہ گری سے ہم قاصر ہیں؟ ہمارے اپنے مسلم اداروں کے مینڈیٹ دنیائے کفر طے کرتی ہے۔ حقائق سمجھیے، ان کا جبر قبول کر لیجیے۔ آپ اس دور سے گزر رہے ہیں جس میں (حقیقی) مسلمان ہونا ہتھیلی پر حدیث کے مطابق انگارہ رکھنے کے مترادف ہے۔ سو تپش کے اس عالم میں لوگ ہاتھوں پر مہندی لگا بیٹھنے کا مشورہ اسی لیے دیتے ہیں۔ ہم انگاروں کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اندازہ کیجیے کہ مرسی کو مصری فرعون السیسی نے جو سزائے موت دلوائی تو الزامات میں سے ایک یہ تھا کہ ''دہشت گرد تنظیم'' حماس (مظلوم فلسطینیوں کی واحد نمائندہ آواز) کے ساتھ اسرائیل کے مقابل تعاون۔ خود السیسی اصلی دہشت گرد اسرائیل کا سب سے بڑا پشت پناہ ہے۔ جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں!! یہی قرب قیامت ہے!

اسرائیل کا کردار؟ دیگر مقبوضہ جاتی قیامتیں جو فلسطینیوں کا مقدر ہیں ان میں سے تازہ ترین یہ ہے کہ اسرائیل نے غزہ کے واحد بجلی گھر کو ایندھن کی فراہمی روک دی۔ 20 لاکھ فلسطینی آبادی، غذا، پانی، ادویہ، تعلیم سمیت بنیادی سہولیات سے محرومی کے بعد اب بجلی سے بھی محروم کر دی گئی۔ دوسری طرف امریکہ کا یہودی داماد کشنر مشرق وسطیٰ میں اسرائیلی 'امن منصوبہ' لاگو کرنے کے لیے بحرین میں کانفرنس کے ذریعے مصروف کار ہے۔ یہودی منصوبہ، بلکہ امن جھانسے پر مسلم دنیا سے حمایت حاصل کر رہا ہے۔ یاد رہے کہ گریٹر اسرائیل کی طرف بڑھتی پھیلتی منصوبہ بندی، اپنے نقشے میں مکہ و مدینہ بھی رکھتی ہے۔ لہٰذا مسلم دنیا کو راضی بہ رضائے امریکہ و اسرائیل رکھنے کے سارے اہتمام ہیں۔ مرسی جیسوں کا خاتمہ بلکہ صفایا ضروری ہے، ہر سطح پر۔ خواہ دینی کارکن مرسی جیسی خوبو رکھتا ہو یا قیادت! ستم ظریفی یہ ہے کہ جب مرسی قتل کر دیا تو امریکی ٹائم میگزین تجاہل عارفانہ کے ساتھ بھرپور آرٹیکل لکھ کر اپنی غیر جانبداری (objectivity) کا اشتہار لگا کر داد پا رہا ہے۔

امریکہ کو مسلم دنیا میں بھیڑوں کے گلے درکار ہیں اور ان پر السیسی جیسے چرواہے۔ مسلمان حد سے حد داڑھی، پردہ، نماز، وظیفے کر لے۔ اسے بھی دیکھا تو خشمگیں نگاہوں سے جائے گا مگر فی الوقت گوارا ہے۔ اس سے آگے ریڈ زون ہے۔ شریعت کی رو سے دینی، دنیاوی معاملات میں لب کشائی؟ اس کی جرات مت کرنا۔ شانِ رسالت، صحابہؓ، ختم نبوت، سود، عالمی معیشت، سیاست، امت کی غم خواری، کفر کا ظلم جبر قہر، اسرائیل، فلسطین۔ یہ ممنوعہ موضوعات ہیں۔ مرسی نے اپنی قوم سے کہا تھا: ''اپنے شیروں کو قتل مت کرو، ورنہ دشمن کے کتے تمہیں کھا جائیں گے۔'' ہم شیروں کے شکار کے عادی ہو چکے کیونکہ مسلم عوام نے اپنی تقدیریں خود ہی دشمن کے کتوں کے ہاتھ میں دے دیں۔ شام، مصر، بنگلہ دیش چند مثالیں ہیں کتا پروری اور شیروں کے شکار کی! آج فقیہان مصلحت ہیں نوجوانوں کو عزیمت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھنے اور حکمت و مصلحت کے نام پر کھال اور مال بچا رکھنے کی تلقین کرتے ہیں، حالانکہ سر کی آنکھوں سے ہم نے اپنے ہمسائے کے ہاں بے سروسامانی کی آخری انتہا پر ایمان کی جنگیں لڑنے والے صاحب عزیمت طالبان کو دیکھا ہے۔

وہ امریکہ کو مذاکرات کی میز پر لے آئے۔ اور اب گلوبل چودھری مذاکرات میں بھی گھٹنے ٹیکے طالبان سے سمجھوتے کے لیے مسودہ تیار کر چکا ہے۔ امریکی وزیر خارجہ پومپیو نے نیوز کانفرنس میں طالبان کو یقین دہانی کروائی ہے کہ ہم مکمل غیر ملکی فوجیں نکالنے کے لیے تیار ہیں۔ ستمبر سے پہلے فوجوں کا انخلاء ہو جائے گا۔ بدلے میں وہ کیا مانگ رہے ہیں؟ یہ کہ امید ہے افغان سرزمین دوبارہ دہشت گردی کا مرکز نہیں بنے گی۔ اب امریکہ کو مشرق وسطیٰ میں اپنے ایجنڈوں کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ طالبان، اجاڑے گئے تباہ حال افغانستان میں مصروف ہو جائیں۔ وہ شیر جو امریکہ کو عمر بن خطاب اور خالد بن ولید ؓ کی خُو بُو سے بیک وقت دہلاتا تھا، وہ رخصت ہوا۔ (ملا عمر ؒ!) جس ایک مسلمان کی خاطر اس نے پوری مملکت داؤ پر لگا دی وہ بھی کہانی پوری ہوئی۔ اب گریٹر اسرائیل اہم تر ہے۔ اس کے لیے قدس کے گرد و نواح پر پنجہ مضبوط کرنا ہے۔ مرسی کا قتل اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ 60 ہزار قید اخوانیوں پر پابندیاں، شدتیں، شدید تر کر دی گئیں۔ اخوانی اثرات پورے مشرق وسطیٰ میں امریکہ کو دہلاتے ہیں، باوجودیکہ انہوں نے القاعدہ سے الگ تھلگ رہ کر جمہوریت پسندی اور آئینی جدوجہد کا منہج اپنایا۔ مگر جمہوریت کا ڈھول پیٹتے امریکہ نے اسے لحہ بھر گوارا نہ کیا۔ وجہ یہ ہے کہ ایسا مسلمان جو مغرب کی اعلیٰ ترین یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل ہو، مغرب کو اندر باہر سے جانتا ہو اور پھر قرآن و سنت پر عبور رکھتا ہو، راسخ العقیدہ ہو، مغرب کے لیے ہولناک چیلنج ہے۔ ایسوں کا علاج وہ سیسی اور حسینہ واجد وغیرہ سے کرواتا ہے کہ یہی حقیقی دہشت گرد ہیں۔ تاہم بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ امام مہدی کو بھی آنا ہے۔ اور نزول مسیح حقیقی، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی ان کی خیریت پوچھنے کو ہونا ہی ہے۔

شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے!

سو ہمیں کوئی ٹینشن نہیں ہے۔ تنہا تنہا ہر کہانی قبر پر جا مکمل ہوتی ہے، اس کی خیر منائیں۔ رب کو راضی کر کے گھر لوٹیں۔ اور پھر الساعة حق، الجنة حق، النارُ حق! ابدی حقائق یہی ہیں!

☆☆☆

جاری کردہ
ڈاکٹر اسرار احمد ؒ

داخلے جاری ہیں

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

رجوع الی القرآن کورسز (پارٹ I اور II)

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہو گی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہو گی۔

نصاب (پارٹ I) برائے مرد و خواتین (کوالیفکیشن: انٹرمیڈیٹ پاس کیا ہو)

1 عربی صرف و نحو
2 ترجمۂ قرآن (مع تفسیری توضیحات)
3 سیرت النبی ﷺ
4 قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی
5 تجوید و ناظرہ
6 مطالعۂ حدیث و فقہ العبادات
7 اصطلاحات حدیث
8 اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II) صرف مرد حضرات (کوالیفکیشن: پارٹ (I) پاس کیا ہو)

1 مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2 مجموعۂ حدیث
3 فقہ
4 اصول تفسیر
5 اصول حدیث
6 اصول فقہ
7 عقیدہ
8 عربی زبان و ادب
9 اضافی محاضرات

انٹرویو کی تاریخ: 22 جولائی (صبح 9:00 بجے)
کلاسز کا آغاز: 23 جولائی (صبح 8:00 بجے)

داخلہ کے خواہشمند ایک تصویر، شناختی کارڈ کی کاپی اور انٹرمیڈیٹ کی سند کی کاپی کے ہمراہ 19 جولائی تک رجسٹریشن کروالیں

برائے رابطہ
قرآن اکیڈمی
K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501 (042)
email:lrts@tanzeem.org
ملک شیر افگن (مرد حضرات)
0300-4201617
3-35869501 (042) (خواتین آفس)

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ فیصل آباد کے مبتدی رفیق نجم الحسن کے بہنوئی وفات پا گئے۔

☆ حلقہ فیصل آباد کے مبتدی رفیق شوکت علی کی بہن وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ فیصل آباد کے مبتدی رفیق انور باٹا سروس والے وفات پا گئے۔

☆ حلقہ فیصل آباد کے ملتزم رفیق حافظ محمد ادریس کے بہنوئی انتقال کر گئے۔

☆ حلقہ پنجاب شرقی کے ملتزم رفیق ہارون حفیظ کے ماموں وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0334-7987863

☆ حلقہ پنجاب شرقی، ہارون آباد غربی کے ملتزم رفیق حاجی محمد اختر منیر کی زوجہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0332-7033925

☆ حلقہ پنجاب شرقی، بہاول نگر کے مبتدی رفیق محمد ارشد کے والد وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0301-7355614

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر اردو سپیکنگ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم ACCA، مطلقہ کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0331-7771618

☆ کراچی کی رہائشی اردو سپیکنگ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، بی کام کی طالبہ، کے لیے کراچی کے رہائشی لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0332-2553761

☆ کراچی کی رہائشی دو بہنیں، عمر بالترتیب، 24 اور 26 سال، تعلیم ماسٹرز، امور خانہ داری میں ماہر، صوم و صلوٰۃ اور پردے کی پابند کو دینی مزاج رکھنے والے برسر روزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔
برائے رابطہ: 0347-5039993

☆ حیدر آباد میں رہائش پذیر لڑکا، عمر 33 سال، فیڈرل گورنمنٹ آفیسر کو عقد ثانی کے لیے تعلیم یافتہ اور دیندار لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0306-3513150

مقامِ صحابہؓ: قرآن وحدیث کی روشنی میں

مولانا شفیق احمد

صحابی کی تعریف

علماء متقدمین ومتاخرین نے صحابی کی تعریف میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر اس صاحب ایمان شخص کو صحابی کہا جائے گا جس نے ایمان کی حالت میں خاتم النبیین محمد عربی ﷺ سے شرف ملاقات حاصل کیا اور اسی ایمان کے ساتھ وفات پائی، اور ظاہر ہے کہ وہ نابینا حضرات یا صحابہ کے نومولود بچے جو آنحضرت ﷺ کی خدمت مبارکہ میں لائے گئے ان سب کو ملاقات حاصل ہے لہٰذا بلاتردد جماعت صحابہ میں ان کا شمار ہوگا۔

اس طرح کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کا پاکیزہ گروہ اس زمرہ میں شمار کیا جاتا ہے جس کے بارے میں علماء اہل سنت والجماعت اور ائمہ سلف کا بالاتفاق قول ہے کہ سب کے سب نجوم ہدایت ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اَصْحَابِی کَالنُّجُوم بأیھم اقتدیتم اھتدیتم۔ (ترمذی) گروہ صحابہ کا وجود، رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں سے ایک عظیم الشان معجزہ ہے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محبوب ﷺ کے عالمگیر پیغام رسالت کو خطہ ارضی کے ہر گوشہ تک اس کی حقیقی روح کے ساتھ پھیلایا اور اس طرح آنحضور ﷺ کا رحمۃ للعالمین ہونا بھی ثابت کر دیا اور ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ﴾ (سبا:28) کی تفسیر بھی دنیا کے سامنے پیش کر دی گئی۔

حضرات صحابہ کرام ؓ کی پاکیزہ برگزیدہ جماعت کے ذریعہ اسلام کا تعارف بھی کرا دیا گیا اور رسول عربی ﷺ کی سیرتِ طیبہ اور سنت کو عام کیا گیا اگر رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کرام ؓ کو الگ رکھ کر ان کو عام انسانوں کی طرح خاطی وعاصی تصور کر کے غیر معتبر قرار دیا جائے گا تو اسلام کی پوری عمارت ہی منہدم ہو جائے گی نہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت معتبر رہے گی نہ قرآن اور اس کی تفسیر اور حدیث کا اعتبار باقی رہے گا (معاذ اللہ) کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے جو کچھ من جانب اللہ ہم کو عطاء کیا ہے وہ ہم تک صحابہ کرام ؓ ہی کی معرفت پہنچا ہے۔ خود معلم انسانیت محمد عربی نے اپنے جاں نثار اطاعت شعار صحابہ کی تربیت فرمائی تھی۔ صحابہ کرام ؓ نے اوّل اوّل، زبان رسالت سے آیات اللہ کو ادا ہوتے سنا تھا اور کلام رسول کی سماعت کی تھی پھر دونوں کو دیانت وامانت کے ساتھ اسی لب ولہجہ اور مفہوم ومعانی کے ساتھ محفوظ رکھا اور بحکم رسول عربی ﷺ اس کو دوسروں تک پہنچایا کیونکہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضور ﷺ نے ان کو تبلیغ کا مکلف بنایا تھا...... ((بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً)) (بخاری ومسلم) ’’میری جانب سے لوگوں کو پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہی ہو۔‘‘

صحابہ کرام ؓ کو درس گاہ نبوت میں حاضری کا مکلف ایک خاص حکم کے ذریعہ بنایا تھا کہ ہر وقت ایک متعدبہ جماعت اللہ کے رسول کی خدمت میں اسلام سیکھنے کے لیے حاضر رہے اس لیے کہ کب کوئی آسمانی حکم اور شریعت کا کوئی قانون عطا کیا جائے، لہٰذا ایک جماعت کی آپ کی خدمت میں حاضری لازمی تھی اور ان کو بھی حکم تھا کہ جو حضرات خدمت رسالت میں موجود نہیں ہیں ان تک ان نئے احکام اور آیات کو پہنچائیں۔

’’اور مسلمانوں کو نہیں چاہئے کہ سب کے سب چلے جائیں۔ تو کیوں نہ ہر فرقہ میں سے نکلی ایک جماعت جو مہارت ورسوخ حاصل کرتی دین میں اور تاکہ ڈرائیں اپنی قوم کو جب کہ وہ لوٹ کر آئیں ان کے پاس ہوسکتا ہے کہ وہ ڈریں۔‘‘ (التوبہ:122)

حقیقت تو یہ ہے کہ صحابہ کرام ؓ سے محبت وعقیدت کے بغیر رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت نہیں ہوسکتی اور صحابہ کرام ؓ کی پیروی کئے بغیر آنحضور ﷺ کی پیروی کا تصور محال ہے۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ نے جس انداز میں زندگی گزاری ہے وہ عین اسلام اور اتباع سنت ہے اور ان کے ایمان کے کمال وجمال، عقیدہ کی پختگی، اعمال کی صحت و اچھائی اور صلاح وتقویٰ کی عمدگی کی سند خود رب العالمین نے ان کو عطا کی ہے اور معلم انسانیت ﷺ نے اپنے قولِ پاک سے اپنے جاں نثاروں کی تعریف وتوصیف اور ان کی پیروی کو ہدایت وسعادت قرار دیا ہے۔ صحابہ کرام ؓ بھی انسان تھے ان سے بھی بہت سے مواقع پر بشری تقاضوں کے تحت لغزشیں ہوئی ہیں لیکن لغزشوں، خطاؤں، گناہوں کو معاف کرنے والی ذات اللہ کی ہے اس نے صحابہ کرامؓ کی اضطراری، اجتہادی خطاؤں کو صرف معاف ہی نہیں کیا بلکہ اس معافی نامہ کو قرآن کریم کی آیات میں نازل فرما کر قیامت تک کے لیے ان نفوس قدسیہ پر تنقید وتبصرہ اور جرح وتعدیل کا دروازہ بند کر دیا اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے ایمان کی صداقت اور اپنی پسندیدگی کی سند بھی بخشی ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی فرد یا جماعت صحابہ کرام پر نقد وتبصرہ کی مرتکب ہوتی ہے تو اس کو علماء حق نے نفس پرست اور گمراہ قرار دیا ہے ایسے افراد اور جماعت سے قطع تعلق ہی میں خیر اور ایمان کی حفاظت ہے صحابہ کرام ؓ کی پوری جماعت (خواہ کبار صحابہ ہوں یا صغار صحابہ) عدول ہے اس پر ہمارے آئمہ سلف اور علماء خلف کا یقین و ایمان ہے۔

قرآن کریم میں صحابہ کرام ؓ سے متعلق آیات پر ایک نظر ڈال لیجے پھر ان کے مقام ومرتبہ کی بلندیوں کا اندازہ لگائیے اس کے بعد بھی اگر کسی نے صحابہ کرام ؓ کی تنقیص کی جرات کی ہے تو اس کی بدبختی پر کفِ افسوس ملیے۔

صحابہ کرامؓ سراپا ادب اور پیکر تقویٰ تھے

’’بیشک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے خالص کر دیا ہے ان لوگوں کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔‘‘ (الحجرات:3)

کفر وفسق سے محفوظ تھے

’’اور جان رکھو کہ تم میں رسول اللہ ﷺ ہیں اگر بہت سے کاموں میں تمہاری بات مان لیا کریں تو تم پر مشکل پڑے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کی (تحصیل) کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور کفر وفسق اور عصیان سے تم کو نفرت دیدی ایسے ہی لوگ اللہ کے فضل اور انعام سے راہ راست پر ہیں۔ (الحجرات:7)

عبادت کے خوگر اور رحمدل تھے

’’محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں اور اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں ان کی (عبدیت) کے آثار سجدوں کی تاثیر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔‘‘ (الفتح:29)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ سورہ فتح کی تفسیر کرتے ہوئے معارف القرآن میں تحریر کرتے ہیں:

قرآن مجید کی بہت سی آیتوں میں اس کی تصریحات

ہیں جن میں چند آیات اسی سورۃ میں آ چکی ہیں: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ، اور، اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا، ان کے علاوہ بہت سی آیات میں یہ مضمون مذکور ہے، يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مَعَهُ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ اور سورہ حدید میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے بارے میں فرمایا ہے: وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى.

یعنی ان سب سے اللہ تعالیٰ نے حسنیٰ کا وعدہ کیا ہے پھر سورہ انبیاء میں حسنیٰ کے متعلق فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ o﴾ یعنی ”جن لوگوں کے لیے ہماری طرف سے حسنیٰ کا فیصلہ پہلے ہو چکا ہے وہ جہنم کی آگ سے دور رکھے جائیں گے۔“

صحابہ پر طعنہ زنی جائز نہیں

امام المفسرین علامہ قرطبیؒ اپنی مشہور و معروف تفسیر قرطبی میں رقم طراز ہیں: ”یہ جائز نہیں کہ کسی بھی صحابی کی طرف قطعی اور یقینی طور پر غلطی منسوب کی جائے اس لیے ان سب حضرات نے اپنے اپنے طرز عمل میں اجتہاد سے کام لیا تھا اور ان سب کا مقصد اللہ کی خوشنودی تھی یہ سب حضرات ہمارے پیشوا ہیں اور ہمیں حکم ہے ان کے باہمی اختلافات میں کف لسان کریں اور ہمیشہ ان کا ذکر بہتر طریقہ پر کریں، کیونکہ صحابیت بڑی حرمت (وعظمت) کی چیز ہے اور نبی ﷺ نے ان کو برا کہنے سے منع فرمایا ہے اور یہ خبر دی ہے کہ اللہ نے انہیں معاف کر رکھا ہے اور ان سے راضی ہے۔“

ہر مشکل کا حل اتباع صحابہ

آج ہم مسلمانوں کو عالمگیر سطح پر مشکلات کا سامنا ہے۔ ہر محاذ پر ناکامی اور پسپائی ہے۔ دشمنان اسلام متحد اور اسلام کو مٹانے پر متفق ہیں۔ مسلمانوں پر طرح طرح سے الزامات اور بہتان تراشی ہو رہی۔ پوری دنیا میں اسلام کی شبیہہ کو خراب کرنے اور مسلمانوں کو بدنام کرنے میں میڈیا سرگرم ہے۔ یورپ میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کی لہر چل رہی ہے۔ ہم ایک خطرناک اور نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ ان حالات میں صحابہ کرامؓ کی مثالی زندگی ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ ان پاکیزہ نفوس کو بھی ان حالات کا سامنا تھا بلکہ بعض اعتبار سے آج کے حالات سے زیادہ خطرناک صورتِ حال تھی۔ مکہ میں ابتلاء و آزمائش کے شدید دور سے گزرتے تھے۔ تعداد بھی کم تھی اور وسائل بھی نہیں۔ حدیبیہ میں یہودیوں اور منافقوں کی فتنہ انگیزیاں اور سازشیں تھیں۔ مشرکین مکہ کے حملے اور یہودی قبائل سے لڑائیاں تھیں۔ پھر دائرہ وسیع ہوا تو قیصر روم اور کسریٰ کے خطرناک عزائم تھے۔ ان سب حالات کا مقابلہ صحابہ کرامؓ نے جس حکمت عملی اور صبر و استقامت سے کیا وہی تاریخ ہم کو دہرانی پڑے گی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم سیرتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مطالعہ کریں۔ ان کو اپنا رہنما و مقتدا جان کر اِس محبت و عقیدت سے ان کی پیروی کریں کہ ان کا ہر عمل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ صحابہؓ ہمارے لیے معیار حق اور مشعل راہ ہیں۔ ان کی شان میں کسی قسم کی گستاخی گوارہ نہیں۔ ان کی عظمت شان کی بلندیوں تک کسی کی رسائی نہیں۔ عصر حاضر میں ان حضرات کی پیروی گزشتہ صدیوں کے مقابلہ میں زیادہ ضروری اور اہم ہے اور کامیابی کا تصور اس کے بغیر ممکن نہیں۔

میں نے چند آیات کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے ورنہ ان کے علاوہ اور بہت سی آیات میں ان کے فضائل و مناقب بیان کئے گئے ہیں جبکہ کتب احادیث میں مناقب صحابہ ایک مستقل باب ہوتا ہے جس میں انفرادی طور پر کبار صحابہ کے مناقب بھی ہیں اور مجموعی طور پر تمام اصحاب رسول کی عظمت و جلالت کا ذکر بھی ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

”دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23- کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور“ میں
19 تا 21 جولائی 2019ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب نمبر 2

حزب اللہ کے اوصاف

اور

امیر اور مامورین کا باہمی تعلق کا انعقاد ہو رہا ہے،
زیادہ سے زیادہ ملتزم رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-35473375(042)

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

”دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23- کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور“ میں
21 تا 28 جولائی 2019ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

«مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب»

فکری و عملی رہنمائی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء و احباب اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-35473375(042)

مسلمان کے حقوق

مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جس طرح ہماری شریعت میں عبادات کی اہمیت ہے اسی طرح ہماری شریعت میں مسلمانوں کے حقوق کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ امام غزالیؒ نے کیمیائے سعادت میں احادیث کے مطالعہ کی بنیاد پر مسلمان کے تئیس (23) حقوق بیان فرمائے ہیں۔

اگر ہم ان تمام حقوق کو صرف ایک لفظ میں ادا کرنا چاہیں تو وہ لفظ محبت ہوگا، یعنی ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کو اپنا بھائی سمجھے اور اس سے محبت کرے۔

جہاں سچی محبت ہوتی ہے وہاں باہمی جنگ وجدل اور خون خرابہ نہیں ہوتا، جہاں سچی محبت ہوتی ہے وہاں ایک دوسرے کی عصمت وآبرو کی حفاظت کی جاتی ہے، جہاں سچی محبت ہوتی ہے وہاں نسلی اور لسانی تعصبات نہیں ہوتے، جہاں سچی محبت ہوتی ہے وہاں بغض وعناد اور حسد اور کینہ نہیں ہوتا۔ کسی کہنے والے نے سچ کہا ہے:

محبت کی تجلی ہے کدورت دور ہوتی ہے
محبت وجہ تسکین دلِ رنجور ہوتی ہے
کلی بنتی ہے جنت کی جمال حور ہوتی ہے
یہی وہ آگ ہے جو مسکرا کر نور ہوتی ہے

سچ تو یہ ہے کہ مسلمان کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک دوسرے مسلمان سے محبت نہ رکھے۔

محبت کے بعد ہر مسلمان کا دوسرا حق یہ ہے کہ اس کی جان کو تحفظ دیا جائے۔

اسلام ہر کلمہ گو مسلمان کے خون کو دوسرے مسلمان کے لیے حرام کر دیتا ہے۔ خونِ مسلم کی اہمیت اور حرمت کو جاننے کے لیے اس منظر کو نظروں کے سامنے لائیے۔ جب رسول اللہ ﷺ کعبے کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ کعبہ جو مرکزِ تجلیات ہے، وہ کعبہ جو مہبط انوار ہے، وہ کعبہ جو لاکھوں دلوں کا قرار ہے، وہ کعبہ جس کی بناء فرشتوں نے رکھی، وہ کعبہ جس کے معمار ہونے کا شرف ابراہیم خلیل اللہ کو حاصل ہوا، وہ کعبہ جس میں جنت کا ایک ٹکڑا حجر اسود نصب ہے، وہ کعبہ جس کا طواف زمین پر انسان اور آسمان پر فرشتے کرتے ہیں، وہ کعبہ جس کا انہدام بزمِ ہستی کے اختتام کی علامت ہوگا، اس کعبہ کو خطاب کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: ''مجھے معلوم ہے کہ تو بڑی عظمت والا ہے لیکن مسلمان کے خون کی حرمت تیری عظمت وحرمت سے زیادہ ہے۔''

جان کے بعد مسلمان کا تیسرا حق یہ ہے کہ اس کے مال کی بھی حفاظت کی جائے۔

ایک حدیث مبارکہ میں آیا ہے:

''جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین ظلماً زبردستی لے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق اس کے گلے میں ڈالے گا۔''

ذرا سوچ لیجیے! وہ ضعیف انسان جو چند من وزن نہیں اٹھا سکتا وہ سات زمینوں کا طوق کیسے اٹھائے گا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''خبردار! ظلم نہ کرو، خبردار! کسی آدمی کا مال جائز نہیں، مگر اس وقت جب کہ صاحب مال اپنی خوشی سے دے۔''

مسلمان کا چوتھا حق یہ ہے کہ بیماری، تکلیف میں، بھوک اور پریشانی میں اس کی مدد کی جائے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے بیمار مسلمان کی صبح کے وقت عیادت کرے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں اگر وہ شام کے وقت اس کی عیادت کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور جنت میں اس کے لیے باغیچہ ہوگا۔''

جو رحیم وکریم آقا ایک طوائف کو صرف اس لیے بخش دیتا ہے کہ اس نے ایک پیاسے کتے پر شفقت کرتے ہوئے اسے پانی پلایا تھا، کیا وہ ایک کلمہ گو مسلمان کے ساتھ شفقت ومحبت کا سلوک کرنے پر اس کو کھلانے اور پلانے پر اپنی رحمت اور مغفرت سے محروم رکھے گا؟ نہیں ہرگز نہیں، ایسا نہیں ہوگا، ایسا نہیں ہوسکتا بلکہ وہ اپنے وعدے کے مطابق اپنی مخلوق پر شفقت کرنے والوں کو آخرت میں تو نوازے گا ہی دنیا میں بھی محروم نہیں رکھتا ہے۔

مسلمان کا ایک اور حق یہ ہے کہ جب اس سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اس کو معاف کر دیا جائے کیونکہ اگر آج ہم اس سے درگزر کریں گے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرمائیں گے۔

یہ تو مسلمان کے مسلمان پر چند بڑے بڑے حقوق تھے لیکن مسلمان کے صرف یہی حقوق نہیں بلکہ مختلف حیثیتوں میں مسلمان کے مختلف حقوق ہیں۔

مسلمان اگر یتیم ہو تو اس کا حق یہ ہے کہ اسے پیار دیا جائے تا کہ وہ احساسِ کمتری کا شکار نہ ہو، اس کے مال میں خیانت نہ کی جائے، اس کی صحیح نہج پر تربیت اور پرورش کی جائے۔ مسلمان اگر پڑوسی ہو تو اس کا حق یہ ہے کہ اس کی خبر گیری کی جائے، اس کے ساتھ احسان کیا جائے۔ مسلمان اگر آپ کا خادم ہو تو اس کا حق یہ ہے کہ اسے اچھا طعام اور لباس دیا جائے، اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے ممکن ہو تو اسے کھانے میں اپنے ساتھ شریک کیا جائے۔

مسلمان اگر عالم دین ہو تو اس کا حق یہ ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے، اس سے دینی مسائل میں استفادہ کیا جائے۔

مسلمان اگر بچہ ہو تو اس کا حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ شفقت، محبت اور دل لگی کا معاملہ کیا جائے۔

مسلمان اگر سفر میں ساتھی ہے تو اس کا حق یہ ہے کہ خدمت میں مسابقت کی جائے زائد از ضرورت چیز اس کو دے دی جائے اور اگر وہ پیدل ہو تو اپنی سواری پر بٹھا لیا جائے۔

مسلمان اگر مالک ہے تو اس کا حق یہ ہے کہ اس کے مال میں خیانت نہ کی جائے، اس کے ساتھ خیر خواہی والا معاملہ کیا جائے۔

مسلمان اگر مزدور ہو تو اس کا حق یہ ہے کہ اس کی مزدوری پوری اور جلد دے دی جائے اس کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کیا جائے جس سے اس کی عزت نفس مجروح ہوتی ہو۔

دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام حقوق کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

❁❁❁

"They Decided to Kill Him": Egyptian Officials Threatened Morsi Days before Death

Mohamed Morsi and Muslim Brotherhood leaders in prison in Egypt were given an ultimatum by top officials to disband the organization or face the consequences, Middle East Eye has learned.

They had until the end of Ramadan to decide. Morsi refused and within days he was dead. Brotherhood members inside and outside Egypt now fear for the lives of Khairat el Shater, a former presidential candidate, and Mohammed Badie, the supreme guide of the Brotherhood, both of whom refused the offer. The demand to Morsi and Brotherhood leaders to close the organization down was first outlined in a strategy document written by senior officials around President Abdel Fattah el-Sisi which was compiled shortly after his re-election last year.

Middle East Eye has been briefed about its contents by multiple Egyptian opposition sources, one of whom had sight of it and who spoke about it on condition of anonymity. The sources told MEE they were aware of the document and the secret negotiations with Morsi before his sudden death in prison last Monday.

Some details of the protracted contacts between Egyptian officials and Morsi over the last few months have been withheld for fear of endangering the lives of prisoners. Entitled *"Closing the file of the Muslim Brotherhood"*, the government document argued that the Brotherhood had been delivered a blow by the military coup in 2013, which was unprecedented in its history and bigger than the crackdowns the Islamist organization faced under former presidents Nasser and Mubarak. The document argued that the Brotherhood had been fatally weakened and there was now no clear chain of command.

It stated that the Brotherhood could no longer be considered a threat to the state of Egypt, and that the main problem now was the number of prisoners in jail. The number of political prisoners from all opposition factions, secular and Islamist, is estimated to be about 60,000. The government document envisaged closing the organization down within three years. It offered freedom to members of the Brotherhood who guaranteed to take no further part in politics or "Dawa", the preaching and social activities of the movement. Those who refused would be threatened with yet further harsh sentences and prison for life. The document thought that 75 percent of the rank and file would accept. If they agreed to close the movement down the leadership would be offered better prison conditions.

Huge pressure was applied on Morsi himself, who was held in solitary confinement in an annex of Tora Farm Prison, and kept away from lawyers, family or any contact with fellow prisoners. "The Egyptian government wanted to keep this negotiation as secret as possible. They did not want Morsi to confer with colleagues," one person with knowledge of events inside the prison said. As negotiations dragged on, Egyptian officials became increasingly frustrated with Morsi, and the senior Brotherhood leadership in prison. Morsi refused to talk about closing down the Brotherhood because he said he was not its leader, and the Brotherhood leaders refused to talk about national issues such as Morsi renouncing his title as president of Egypt and referred the officials back to him.

The deposed president refused to recognize the coup or surrender his legitimacy as elected president of Egypt. On the issue of ending the Brotherhood, he said he was the president of all Egypt and would not compromise. "This continued

for some time. Efforts were intensified in Ramadan. The regime became frustrated and they made it clear to other leaders that unless they persuaded him to give up and negotiate by the end of Ramadan, the regime would take other actions. They did not specify which," sources with knowledge of the events told MEE. For this reason, the sources who spoke to MEE believe Morsi was killed and that the other Brotherhood leaders who refused the demand to disband the organization are now in mortal danger. Morsi died aged 67 last Monday shortly after collapsing in court where he was facing a retrial on charges of espionage. Egyptian authorities and state media reported that he had suffered a heart attack. But concerns that the conditions in which he was being held posed a threat to his health had been raised for years by his family and supporters, who said he had been denied adequate medical care for diabetes and a liver disease.

One Egyptian figure said: "My analysis is that they decided to kill him at that particular time (the seventh anniversary of the second round of presidential elections). This explains the timing of his death. The main reason they decided to kill him was that they concluded he would never agree to their demands."

The document was not the first offer that had been made to Brotherhood prisoners by Sisi's government. Before the 2018 document, there had been two offers made to them: release on condition of not engaging in politics for a specific time, and release on condition of not engaging in politics, but being allowed to continue with "Dawa", or the religious life of the community. Neither offer had been taken up.

Morsi's death has sparked strong public criticism of his treatment. Ayman Nour, a former presidential candidate and political opponent, said Morsi had been "killed slowly over six years". "Sisi and his regime bear full responsibility for the outcome, and there is no other option but international arbitration into what he was subjected to, medical negligence and deprivation of all rights," Nour, who now lives in exile, tweeted.

In the final moments, Morsi urged a judge to let him share secrets which he had kept even from his lawyer, MEE reported. Morsi said he needed to speak in a closed session to reveal the information – a request the deposed president had repeatedly appealed for in the past but never been granted. Standing before the court, Morsi said he would keep the secrets to himself until he died or met God. He collapsed soon after.

Earlier in the same court session, fellow detainees Safwat al-Hejazi, an Islamist preacher, and Essam al-Haddad, who served as Morsi's foreign affairs advisor, asked the judge to consider holding court sessions less frequently. Haddad's son Abdullah told MEE he fears his father and brother Gehad, who is also imprisoned, will share Morsi's fate. "There are many others who are on the verge of death and unless the international community speaks out and demands others to be released, many more will die, including my own father and brother," he said.

MEE has contacted the Egyptian embassy in London to ask for comment on the document and the negotiations between the government and Morsi and senior Brotherhood officials in the months and weeks before his death. The Egyptian foreign ministry last week condemned calls by the Office of the UN High Commissioner for Human Rights for an independent investigation into Morsi's death. A spokesperson for the foreign ministry said calls for an inquiry were a "deliberate attempt to politicize a case of natural death".

Source*: Adapted from an article written by David Hearst, published by the Middle East Eye (MEE)*

Note: *The editorial board of Nida e Khilafat may not aree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article.*

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.27

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore